عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوت

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۰ | ۲۹/ رجب تا ۶/ شعبان ۱۴۳۲ھ مطابق یکم تا ۷/ جولائی ۲۰۱۱ | شمارہ: ۲۵

زندگی کی قدر و قیمت

واقعۂ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

شبہات | اعتراضات | جوابات

مستشرقین کی علمی تحقیقات

عہدِ نبوی کا شہری نظام

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.or
http://www.khatm-e-nubuwwat.co

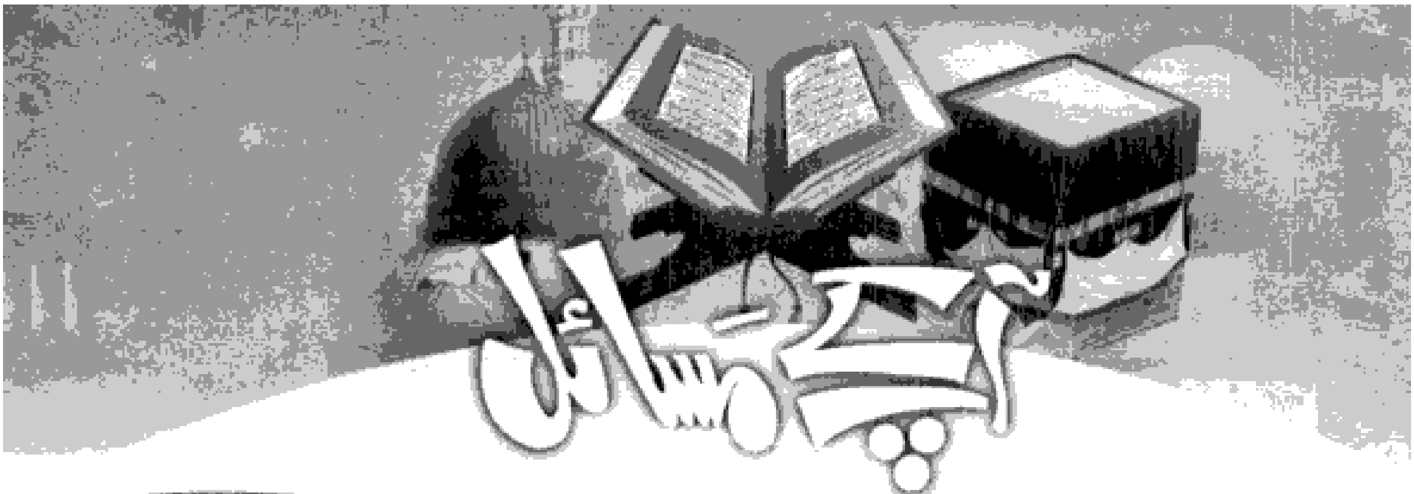

قادیانی دجل:

س:..... قادیانیوں کو غیرمسلم کیوں قرار دیا جاتا ہے' میرا ایک دوست جو قادیانی ہے' ان کا کہنا ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں جبکہ امام مہدی کے بارے میں وہی عقیدہ ہے جو ہمارا ہے' تو کیا وجہ ہے کہ یہ غیرمسلم ہیں؟ اس بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

ج:..... میرے عزیز! یہ قادیانیوں کا دجل ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی مانتے ہیں' وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں غلام احمد قادیانی کو آخری نبی مانتے ہیں۔ چلو اگر ایک منٹ کے لئے ان کی یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے تو پھر قادیانیوں کے ابا غلام احمد نے اپنے لئے الگ مذہب کیوں بنایا اور یہ کیوں کہا کہ: "مجھے سب لوگوں نے مانا مگر کنجریوں کی اولاد نہیں مانتی۔" (آئینہ کمالات اسلام ص:۵۴۷' روحانی خزائن ج:۵' نجم الہدیٰ ص:۵۳' ج:۴) اور مرزا جی کے دوسرے جانشین اور بیٹے مرزا محمود احمد نے یہ کیوں فرمایا کہ: "کل مسلمان جو مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے' خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا' وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت ص:۳۵) اسی طرح وہ اپنی دوسری کتاب آئینہ صداقت میں لکھتا ہے: "ہمارا فرض ہے کہ ہم غیراحمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں' اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں' کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا کے ایک نبی (مرزا غلام احمد) کے منکر ہیں' یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی کا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔" (ص:۹۰)

رہی یہ بات کہ وہ مسلمانوں کا کلمہ کیوں پڑھتے ہیں؟ اس کی وجہ بھی خود مرزائیوں کے امام کی زبانی سنئے کہ وہ کلمہ پڑھتے وقت بھی "محمد رسول اللہ" سے مراد مرزا قادیانی لیتے ہیں' چنانچہ مرزا غلام احمد کا بیٹا بشیر احمد "کلمۃ الفصل" ص:۱۵۸ پر لکھتا ہے: "پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے' اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہے' ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔" نعوذ باللہ قادیانی' مرزا غلام احمد قادیانی کو بعینہٖ محمد رسول اللہ مانتے ہیں اور پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم محمد رسول اللہ کی ختم نبوت کے قائل ہیں' صرف یہی نہیں' بلکہ مرزا غلام احمد کو نہ ماننے والے مسلمانوں کے بارہ میں خود مرزا کا ارشاد ہے کہ: "جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی و مشرک رکھا گیا۔" (نزول المسیح ص:۴ حاشیہ روحانی خزائن ص:۳۸۲ ج:۱۸)

مرزا غلام احمد اپنی تعلیم اور وحی کو تمام انسانوں کے لئے مدار نجات قرار دیتے ہوئے کہتا ہے:

الف:..... "ان کو کہہ دو کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا کہ خدا بھی تم سے محبت کرے۔" (حقیقۃ الوحی ص:۸۲)

ب:..... چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہیں اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے' اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس تعلیم کو جو میرے اوپر ہوتی ہے' فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا..... اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا' جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔"

(اربعین ۴' ص:۷ حاشیہ)

ان تفصیلات کے بعد آپ ہی بتلائیں کہ قادیانی مسلمان ہیں یا کافر؟ قادیانیوں کو مسلمانوں نے آئینی طور پر کافر قرار دلانے میں تو سو سال محنت کی' مگر قادیانیوں نے تو روز اول سے ہی مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا تھا' جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

غرضیکہ قادیانیوں سے مسلمانوں کا ایک آدھ مسئلے میں نہیں' بلکہ مکمل اختلاف ہے اور قادیانی' مسلمانوں سے بالکل الگ اور جدا مذہب رکھتے ہیں' یہ اسلام کے باغی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں' مسلمانوں کا یہ مطالبہ تھا اور ہے کہ قادیانی' مسلمانوں کو دھوکا نہ دیں' بلکہ اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ امت کہیں' ہم ان سے تعرض نہیں کریں گے' لیکن اگر وہ اپنے کفریہ عقائد کو اسلام باور کرائیں گے تو ہم بھی ان کا تعاقب جاری رکھیں گے اور مسلمانوں کو بتلائیں گے کہ قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں' بلکہ وہ پیشاب پر زمزم کا اور سور کے گوشت پر بکری کے گوشت کا لیبل لگا کر مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۰ — ۲۹ر رجب تا ۶ر شعبان ۱۴۳۲ھ مطابق یکم تا ۷ر جولائی ۲۰۱۱ء — شمارہ:۲۵

اس شمارے میں!

سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر.....	۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
واقعہ معراج النبی ﷺ.....	۷	قیوم قریشی
مستشرقین کی علمی تحقیقات	۱۱	مولانا عمیر الصدیق ندوی
عہد نبوی کا شہری نظام	۱۵	اسد اللہ خاں شہیدی
زندگی کی قدر و قیمت	۱۸	رحمت مولانا حماد اللہ ہالیجوی
تحفظ ختم نبوت کی خاطر قربانیاں (۲)	۲۰	مولانا حذیفہ وستانوی
عورتوں کے نام درد بھرا پیغام...	۲۳	عین بنت سعید احمد

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ:۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک:۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی:۲۲۵ روپے، سالانہ:۴۵۰ روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

جہنم کے احوال

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

جہنم کی آگ کے دو سانسوں اور اہلِ توحید کے جہنم سے نکالے جانے کا بیان

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: دوزخ نے اپنے رب سے شکایت کی کہ: میرے ایک حصے نے دُوسرے حصے کو کھالیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو دو سانس لینے کی اجازت دی، ایک سانس سردی کے موسم میں، اور ایک سانس گرمی کے موسم میں، پس سردی میں اس کا سانس لینا زمہریر ہے، اور گرمی کے موسم میں اس کا سانس لینا لُو ہے۔''

(ترمذی، ج:۲ ص:۸۳)

دوزخ کا بارگاہِ اِلٰہی میں شکایت کرنا بزبانِ حال بھی ہوسکتا ہے اور اپنے حقیقی معنی پر بھی محمول ہوسکتا ہے، اور اس کو حقیقی معنی پر محمول کرنا زیادہ راجح ہے، مگر یہ چیز ہمارے اِدراک سے باہر ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کرتی ہے، لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے، مولانا رُومؒ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

خاک و باد و آب و آتش زندہ اند
با من و تو مردہ با حق زندہ اند

اور ''میرے ایک حصے نے دُوسرے حصے کو کھالیا ہے'' اس سے دوزخ کی گرمی اور تپش کی شدّت مراد ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سردی اور گرمی کا نظام دوزخ کے سانس لینے سے وابستہ ہے، جب کہ اس کا ظاہری سبب سورج کے خطِ استوا سے قریب یا بعید ہونا ہے۔ دراصل کائنات میں جو سلسلۂ اسباب کارفرما ہے اس کی بعض کڑیاں تو عام لوگوں کے لئے بھی ظاہر ہیں، اور بعض ایسی مخفی ہیں کہ جو انسانی عقل سے بھی ماورا ہیں، اس لئے یہ کہنا صحیح ہوگا کہ گرمی و سردی کا سلسلۂ اسباب صرف آفتاب تک محدود نہیں، بلکہ یہ سلسلہ آگے بڑھ کر دوزخ کے سانس لینے تک پہنچتا ہے۔

اہلِ ایمان کو دوزخ سے نکالنے کا حکم

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (حق تعالیٰ شانہٗ کی جانب سے ارشاد ہوگا:) اس شخص کو دوزخ سے نکال لو جس نے ''لا الٰہ الا اللہ'' کا اقرار کیا اور اس کے دل میں جو کے برابر خیر تھی۔ (یعنی ایمان تھا، چنانچہ ایسے تمام لوگوں کو نکال لیا جائے گا، پھر حکم ہوگا کہ:) ہر اس شخص کو نکال لو جو ''لا الٰہ الا اللہ'' کا قائل تھا اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر خیر تھی۔ (پھر حکم ہوگا کہ:) اس شخص کو دوزخ سے نکال لو جو ''لا الٰہ الا اللہ'' کا قائل تھا اور اس کے دل میں جوار کے دانے کے برابر خیر تھی۔''

(ترمذی، ج:۲ ص:۸۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ طویل حدیث، حدیثِ شفاعت کا ایک حصہ ہے، جب دوزخی دوزخ میں اور جنتی جنت میں چلے جائیں گے، اور کچھ اہلِ توحید گناہگار بھی دوزخ میں ہوں گے، اب اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان گناہگاروں کو دوزخ سے نکالنے کا ارادہ فرمائیں گے، تو ان کے حق میں شفاعت کی اجازت دیں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، انبیائے کرام علیہم السلام، ملائکہ عظام، صدیقین، شہداء اور اہلِ ایمان اپنے اپنے مراتب کے مطابق شفاعت فرمائیں گے اور حق تعالیٰ شانہٗ کی جانب سے حدیں مقرر کردی جائیں گی، مثلاً: جس شخص کے دل میں دینار کے وزن کا ایمان ہو اس کو نکال لو! جس کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان ہو اس کو نکال لو! اسی طرح علی الترتیب احکامات صادر ہوں گے، یہاں تک کہ آخر میں فرمایا جائے گا کہ: جس شخص کے دل میں رائی کے دانے سے ادنیٰ مرتبے کا بھی ایمان ہو، اس کو نکال لو! یہ حکم فرشتوں کو ہوگا، آخر میں فرشتے عرض کریں گے کہ: ''رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِیْھَا خَیْرًا'' اے پروردگار! ہم نے دوزخ میں کسی صاحبِ خیر یعنی صاحبِ ایمان کو نہیں چھوڑا۔ تب حق تعالیٰ شانہٗ فرمائیں گے: ''شَفَعَتِ الْمَلَائِکَۃُ، وَشَفَعَ النَّبِیُّوْنَ، وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَلَمْ یَبْقَ اِلَّا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ'' فرشتوں نے بھی شفاعت کرلی، نبیوں نے بھی شفاعت کرلی، اہلِ ایمان بھی شفاعت کرچکے، اب صرف ارحم الراحمین باقی ہے۔

یہ فرماکر اللہ تعالیٰ دوزخ سے ایک مٹھی بھریں گے (اور بعض احادیث میں تین مٹھیوں کا ذکر آتا ہے) پس اس مٹھی کے ذریعے ایسے لوگوں کو دوزخ سے نکالیں گے جنھوں نے کبھی خیر کا کوئی کام نہیں کیا۔ غالباً درجاتِ ایمان کے لئے کچھ علامات ہوں گی، جن کے ذریعے فرشتے اہلِ ایمان کے درجات کو پہچان پہچان کر نکالتے رہیں گے۔ چنانچہ بعض احادیث میں ہے کہ آثارِ سجود کے ذریعے ان کو پہچانیں گے، اور جن لوگوں میں فرشتوں کو ایمان کی کوئی علامت نظر نہیں آئے گی ان کو حق تعالیٰ شانہٗ بذاتِ خود نکالیں گے، واللہ اعلم!

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: حق تعالیٰ شانہٗ فرمائیں گے کہ: اس شخص کو دوزخ سے نکال لو جس نے مجھے (ایمان کے ساتھ) کسی دن یاد کیا، یا کسی مقام میں مجھ سے ڈرا۔'' (ترمذی ج:۲ ص:۸۳)

اداریہ

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کے شرکاء کی رہنمائی کے لئے!

اللہ رب العزت کی ان گنت رحمتوں کا نزول ہو، ہمارے اکابر کی ارواح مقدسہ پر جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد کو ہمہ گیر اور ہمہ جہت بنایا۔

قارئین کرام! برصغیر پاک وہند میں قادیانی فتنہ نے انگریزی حکومت کے ایماء پر عقیدہ ختم نبوت سے بغاوت کا ارتکاب کیا۔ تب ہمارے اکابر نے اس فتنہ عمیاء کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا راستہ مسدود کرنے کے لئے ہمہ جہت پروگرام ترتیب دیئے۔

۱..... رابطہ عوام مہم۔ اجتماعی وانفرادی محنت کے ذریعہ کارنر میٹنگوں سے لے کر جلسہ ہائے عام اور عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسوں کا جگہ جگہ اہتمام کرنا اور اس کا مربوط نیٹ ورک جس سے کہ سارا سال یہ پروگرام مسلسل چلتا رہے۔

۲..... عوام وخواص کو قادیانی فتنہ کے کفریہ عقائد سے باخبر کرنے کے لئے تحریری محاذ پر خدمات سرانجام دینا۔ تصنیف وتالیف، ماہنامہ رسالہ، ہفت روزہ، پمفلٹ، لیفلٹ، پوسٹر، ہینڈ بل، مختصر کتابچے، ضخیم کتابوں کی اشاعت، اس پر بھی الحمدللہ! کام ہوا اور تسلسل کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اس پر جتنا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

۳..... قادیانیوں کے قانونی احتساب کے لئے پارلیمنٹ سے قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دلوانا۔ ہائی کورٹس وسپریم کورٹ کے فیصلوں کے ذریعہ قادیانی کفر کو الم نشرح کرنا۔ الحمدللہ! اس پر بطور خاص پیش رفت ہوئی۔ جس پر ایک زمانہ گواہ ہے۔ تب سے اب تک مسلسل منکرین ختم نبوت اس سازش میں کوشاں ہیں کہ کسی طرح اس قانون میں تبدیلی ہو جائے۔ جبکہ اس محاذ پر کام کرنے والے حضرات کی کوششوں سے نہ صرف یہ کہ قانون موجود ہے۔ بلکہ جب بھی اسے ناکارہ بنانے کی سازش ہوئی اس سازش کو ناکام بنایا گیا۔ قانون کو پہلے سے زیادہ مستحکم کرنے کے ذرائع اختیار کئے گئے۔ الحمدللہ! آج صورت حال یہ ہے کہ قانون اس آب وتاب کے ساتھ موجود ہے اور انشاء اللہ العزیز! اسی طرح یہ محفوظ رہے گا۔

۴..... ہمارے اکابر کی انہیں کوششوں کا ایک سنہری حصہ سالانہ ختم نبوت کورس ہے۔ اس کا آغاز حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، مفکر احرار جناب ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، بانی احرار مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور ان ایسے بیسیوں اکابر نے قادیان سے کیا۔ پاکستان بننے کے بعد جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی گئی تو فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ کو مسجد سراجاں حسین آگاہی ملتان میں بٹھا کر دارالمبلغین کا اہتمام کیا گیا۔ اس تربیتی کورس میں مختلف اوقات میں مناظرین، ردقادیانیت کی تربیت حاصل کرتے رہے۔ چنانچہ مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا محمد لقمان علی پوریؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ اور مولانا منظور احمد الحسینیؒ یہ سب حضرات اسی دارالمبلغین کے تربیت یافتہ ہیں۔ قادیان، ملتان کے بعد کچھ عرصہ سالانہ ختم نبوت کورس کا اہتمام چنیوٹ کی شاہی مسجد میں بھی کیا گیا۔ جہاں مولانا لال حسین اخترؒ پڑھاتے رہے۔ اسی طرح ملتان مرکزی دفتر میں مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اپنے اپنے وقت میں اس کورس کی تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

چنانچہ آج اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے تحدیث نعمت کے طور پر کہا جاسکتا ہے کہ پوری دنیا میں جہاں کہیں ردقادیانیت کے حوالہ سے کام ہو رہا ہے۔ بالواسطہ یا بلاواسطہ وہ سب اسی دارالمبلغین ختم نبوت کا فیض ہے۔

قارئین کرام! آج سے سالہا سال قبل جب چناب نگر میں سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کی مسلم کالونی چناب نگر میں داغ بیل ڈالی گئی۔ تب سے سالانہ ختم نبوت کورس کا مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں اہتمام کیا گیا۔ اب تک الحمدللہ! چاروں صوبوں وآزاد کشمیر کے ہزاروں علماء، دانشور، طلباء کرام اس سے استفادہ کر چکے ہیں۔

چنانچہ امسال تیسواں سالانہ ختم نبوت کورس مسلم کالونی چناب نگر میں ۷؍شعبان المعظم سے ۲۷؍شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ مطابق ۹؍جولائی تا ۲۹؍جولائی ۲۰۱۱ء بیس روزہ منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں نامور علماء ومناظرین وماہرین فن لیکچر دیں گے۔ اس کورس میں شرکت کنندگان کی رہنمائی کے لئے عرض ہے کہ:

۱…… کورس کے خواہش مند حضرات کے لئے کم ازکم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔

۲…… شرکاء کے داخلہ کے لئے شناختی کارڈ اصل کا ہونا ضروری ہے اور اس کا فوٹو اسٹیٹ درخواست کے ساتھ لف کرنا ضروری ہے۔ جو طلباء کرام کم عمری کی وجہ سے شناختی کارڈ نہیں رکھتے۔ وہ بے فارم یا والد گرامی کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی یا مدرسہ کی سند یا سرٹیفکیٹ ہمراہ لائیں۔ داخلہ کے لئے یہ لازمی ہے۔

۳…… شرکاء کو کاغذ، قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا۔

۴…… کورس کے آخر پر امتحان ہوگا۔ اس میں کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی۔ نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔

۵…… کورس کے موقع پر گاہے بگاہے جو منتظمین کی طرف سے اعلانات ہوں گے۔ ان کی پابندی لازمی ہوگی۔

۶…… کسی کالعدم تنظیم کا کوئی لٹریچر، اسٹیکر، بیجز رکھنے کی قطعاً اجازت نہیں ہوگی۔

۷…… چونکہ ایام مختصر اور کورس لمبا ہوتا ہے۔ ہر کتاب کے اختتام پر تحریری امتحان ہوتا رہتا ہے۔ صبح سے بارہ بجے دن، ظہر سے عصر تک اور پھر عشاء سے رات گئے تک مسلسل تعلیم ہوتی ہے۔ اس دوران دہرائی، مناظرہ اور خطاب کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔ یہ اتنا مربوط اور مصروف پروگرام ہوتا ہے کہ شرکاء کو خارجی سرگرمیوں کی قطعاً اجازت نہیں دی جاسکتی۔ یہ دن صرف اور صرف عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے ارادہ سے اعتکاف کی سی کیفیت میں گزارنے کا جو دوست عزم کر کے آئیں گے وہی جھولیاں بھر کر تشریف لے جائیں گے۔

۸…… اس کورس میں تمام دینی مدارس کے طلباء، چاروں صوبوں، کشمیر، سکولز وکالجز کے طلباء، علماء وخطباء محض ریسرچ کے نقطہ نگاہ سے شریک ہوتے ہیں۔ اس لئے صرف اور صرف تعلیم کا ذوق رکھنے والے حضرات شریک ہوں۔ وقت گزاری کے دلدادہ حضرات پڑھنے والوں کے لئے موقع فراہم کریں۔ شکریہ!

۹…… انشاءاللہ العزیز کورس میں حسب سابق ملک بھر کے نامور حضرات شرکت فرمائیں گے۔ اس سال لاء کالج کے پروفیسر، اسلامی یونیورسٹی کے لیکچرار حضرات کی شرکت بھی متوقع ہے۔

۱۰…… شرکاء حضرات ٹرین سے تشریف لائیں تو چنیوٹ اسٹیشن پر اتریں۔ وہاں سے رکشہ لے کر مسلم کالونی مدرسہ ختم نبوت برلب دریائے چناب مسلم کالونی میں تشریف لائیں۔ بسوں سے تشریف لانے والے چنیوٹ یا سرگودھا سے آنے کی صورت میں دریائے چناب کے پل نزد ٹی۔ ڈی۔ سی لگژری ہوٹل پر اتریں۔ ساتھ ہی مسلم کالونی جامع مسجد ختم نبوت میں تشریف لائیں۔

047-6212611 پر مزید معلومات بھی حاصل کی جاسکتی ہیں۔ موبائل فون: 0301-7972785 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے خالصتاً اس علمی جدوجہد اور دینی پر امن محنت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

واقعہ معراج النبی ﷺ پر شبہات: اعتراضات اور جوابات

قیوم قریشی

"سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ لنریہ من اٰیاتنا انہ ھو السمیع البصیر۔"

ترجمہ: "پاک ہے وہ ذات اللہ کی جو اپنے بندے کو ایک رات مسجد حرام سے خانہ کعبہ سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی جس کے اردگرد کو برکتوں سے نوازا گیا ہے بندے کو اس لئے لے جایا گیا تاکہ اسے اللہ تعالیٰ اپنی نشانیاں دکھائے بے شک اللہ کی ذات سننے والی اور دیکھنے والی ہے۔"

قرآنی تفصیل:

معراج النبی ﷺ کے واقعہ معراج کے متعلق سورۂ بنی اسرائیل کی اس پہلی آیت میں مختصراً دو باتوں کا ذکر ہے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی پاک ذات نے ایک رات میں بندے کو بیت اللہ مسجد حرام سے بیت المقدس مسجد اقصیٰ کا سفر کرایا ہے۔ دوسرا اس مقصد کا ذکر ہے کہ اسی بندے کو اس سفر کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کی نشانیاں دکھائے۔

احادیث کی تفصیلات:

معراج کے واقعہ کے متعلق قرآن کریم میں اس سے زیادہ تفصیلات کا ذکر نہیں۔ البتہ اس واقعہ کی تمام دوسری تفصیلات احادیث کے ذریعہ ملتی ہیں۔ یہ واقعہ ۲۷/رجب کی رات کو ہجرت سے ایک سال پہلے مکہ معظمہ میں پیش آیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر باون سال تھی اور نبوت کے مرتبہ پر فائز ہوئے بارہ سال گزر چکے تھے۔ احادیث مبارکہ میں اس واقعہ کی جو تفصیل حضور ﷺ کی زبانی جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بیان فرمائی ہے ان کی تعداد اٹھائیس ہے۔ ان میں سات صحابہ کرامؓ وہ ہیں جو اس وقت مسلمان ہوئے تھے اور انہوں نے اس واقعے کی تفصیل خود نبی کریم ﷺ سے لفظ بلفظ سنی ہے۔ مفصل ترین روایات حضور ﷺ کے خادم خاص حضرت انسؓ بن مالک، حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کی ہیں۔

۱:...... ان صحابہ کرام کی بیان کردہ تفصیلات کے مطابق حضور ﷺ اس رات خانہ کعبہ میں حطیم کے اندر سوئے ہوئے تھے کہ تین فرشتے آئے اور حضور ﷺ کو اٹھا کر چشمہ زمزم کے پاس لے گئے وہاں حضور ﷺ کا سینہ حضرت جبریلؑ نے گردن تک چاک کیا اور اندر زمزم کے پانی سے دھو کر صاف کیا پھر ایک فرشتے نے ایک تھال پیش کیا جس میں حکمت و ایمان کی دولت تھی اسے حضور ﷺ کے سینہ میں بھر دیا پھر سینہ مبارک کو سی دیا۔ جس کے بعد آپ ﷺ کے سامنے سواری کا جانور پیش کیا جو قد میں گدھے سے بڑا اور خچر سے ذرا کم تھا۔ حضور ﷺ اس پر سوار ہوئے اس کی رفتار کا یہ عالم تھا کہ حد نگاہ تک اس کا ایک قدم پڑتا تھا اس کی اسی برق رفتاری کے باعث اسے براق کہا جاتا ہے۔

۲:...... براق کا یہ سفر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ پر ختم ہوا۔ آپ ﷺ بیت اقصیٰ کے قریب اترے جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا اسی وجہ سے اسے ہیکل سلیمانی کہا جاتا ہے۔ یہ مسجد مسلمانوں کا پہلا قبلہ بھی رہی تھی اور معراج کے وقت بھی قبلہ تھی اس مندرجہ آیت میں اس مسجد کے ماحول کو بابرکت کہا گیا ہے: "بارکنا حولہ" حضور ﷺ نے اس مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرمائی جس میں آپ کے پیچھے آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے نماز ادا کی۔

۳:...... نماز کی ادائیگی کے بعد آپ ﷺ کے سامنے سیڑھی پیش کی گئی عربی زبان میں سیڑھی کو معراج کہا جاتا ہے اور معراج بلندیوں کو بھی کہا جاتا ہے۔ حضور ﷺ جبریلؑ کے ہمراہ اس سیڑھی کے ذریعے فلک الافلاک تک پہنچے۔ حتیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے اور اپنے رب کے حضور حاضر ہوئے۔ آسمان کے مختلف طبقات سے گزرتے ہوئے مختلف انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقاتیں بھی ہوئیں اور پھر اسی سیڑھی کے ذریعے آپ ﷺ واپس مسجد اقصیٰ تک تشریف لے گئے اور وہاں سے براق کے ذریعہ مکہ معظمہ واپس ہوئے۔

معراج کے دوران تفصیلات:

اس سفر کے دوران دوسری اہم باتوں کے علاوہ پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں۔ احادیث کی بکثرت روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے اس سفر میں آپ ﷺ کو جنت اور دوزخ کی سیر بھی کرائی گئی اور مختلف تمثیلات کے ذریعے خداوند تعالیٰ کے احکامات

نہ ماننے والے گناہگاروں پر عذاب اور معتوب افراد کو بھی دکھایا گیا۔ احادیث کے ذریعہ یہ پتہ بھی چلتا ہے کہ اس محیر العقول غیر معمولی واقعہ پر کفار مکہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مذاق اور تضحیک کا ایک موضوع ہاتھ آ گیا تھا۔ جس کا چرچا کر کے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور ان کی تعلیمات کو ناقابل اعتبار ٹھہراتے تھے۔ چنانچہ اس وقت بہت سے مسلمانوں کے ایمان کو متزلزل کرنا چاہا اور آج بھی مادہ پرست فلسفیوں نے اس واقعہ میں مین میخ نکال کر عقل و فلسفہ کی بنیاد پر اس کی تردید و تاویل میں مصروف ہیں۔ چنانچہ ان کے اس وقت کے اعتراضات اور آج کے فلسفیوں کے شکوک و اشکالات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

پہلا اعتراض اور جواب:

سب سے پہلا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ قرآن کریم میں اتنے اہم اور غیر معمولی واقعہ کی تفصیل کیوں بیان نہیں ہوئی' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اور اس سے متعلق احادیث میں بیان کردہ تفصیلات صرف احادیث کا حاشیہ اور اضافہ ہیں۔

جواب:

یہ اعتراض جو بظاہر اہم معلوم ہوتا ہے اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ احادیث کی بیان کردہ تفصیلات قرآن کریم کے مختصر اظہار واقعہ کے خلاف نہیں ہیں بلکہ اس کی توضیح و تفصیل ہیں اور توضیحات و تفصیلات کسی واقعہ کے ظہور پذیر ہونے کا انکار یا تردید نہیں ہوتیں بلکہ تائید ہوا کرتی ہیں' کیونکہ امر واقعہ جس ذات سے متعلق و وابستہ ہوتا ہے اس کی تفصیلات اسی کی زبانی سنیں جس نے بچشم خود ان تفصیلات کو دیکھا ہے اور جس پر وہ تفصیلات واقعتاً گزری ہیں' اس کی شہادت اور بیان واقعہ پر زیادہ اعتبار ہو سکتا ہے' اس کے علاوہ دوسرے لوگوں کی چہ میگوئیاں' اعتراضات ان کے قیاس و گمان پر مبنی ہیں اور ان کے ذاتی و ذہنی شکوک و شبہات کا شاخسانہ ہیں۔

دوسرا اعتراض خواب یا بیداری؟

دوسرا اعتراض جو اعتراض نہیں بلکہ پہلے اعتراض سے بچنے کی ایک تاویل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سفر عالم خواب میں فرمایا ہے تاکہ واقعہ کے خلاف عقل ہونے کے اعتراض سے بچا جا سکے اور بعض لوگوں نے اس اعتراض سے بچنے کے لئے اسے ایک روحانی مشاہدہ کہہ کر دامن چھڑا دیا ہے۔

جواب:

ان تاویلات کا جواب علماً نے یہ دیا ہے کہ عقل پرستوں کے اعتراضات سے بچنے کے لئے اس قسم کی تاویلات کی ضرورت نہیں کہ یہ روحانی مشاہدہ تھا یا عالم خواب میں یہ سفر کرایا گیا بلکہ معراج کا یہ واقعہ عالم بیداری میں ہوا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود جسمانی طور پر اس سفر پر لے جائے گئے ہیں' کیونکہ قرآن کریم کے الفاظ خود اس کی وضاحت کرتے ہیں بیان کی ابتدا "سبحان الذی اسریٰ بعبدہ" خود بتاتی ہے کہ یہ واقعہ بہت بڑا اور غیر معمولی واقعہ ہے جو خداوند تعالیٰ کی غیر محدود طاقت اور قدرت سے ظاہر ہوا ہے۔ خواب یا کشف ہوتا تو غیر معمولی واقعہ نہ ہوتا' کیونکہ خواب میں تو ہر کوئی آسمان اور ہواؤں میں اڑتا رہتا ہے اور غیر معمولی خواب دیکھتا رہتا ہے' رہا کشف تو وہ بھی بڑے بڑے بزرگوں کو بیٹھے بٹھائے ہوتا رہتا ہے۔ اس مندرجہ بیان کی مندرجہ بالا تمہید بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تمام کمزوریوں اور نقائص سے پاک ہے وہ اپنی اس قسم کی قدرت اور طاقت دکھانے سے معذور نہیں بلکہ سب کچھ کرنے پر قادر ہے۔

پھر قرآن کریم کا یہ فقرہ کہ "وہ اپنے بندے کو ایک رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا" خواب یا کشف کی صورت کے لئے موزوں نہیں۔ اگر خواب یا کشف کی صورت ہوتی تو کہا جاتا اپنے بندے کو خواب دکھایا یا بیٹھے بٹھائے روحانی سیر کرادی۔ بندے کو لے جانا کے الفاظ نہ کہے جاتے' خواب یا کشف کے ذریعہ ایک رات میں یہ سب کچھ دکھانا' غیر معمولی واقعہ بھی نہ ہوتا اور نہ مشرکین مکہ کو اعتراض ہوتا کہ ایک رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کا سفر کئی دنوں کی بجائے ایک رات میں کیونکر طے ہوا، ثابت یہ ہوا کہ یہ محض ایک روحانی یا خوابی سفر نہ تھا' نہ مشاہدہ تھا بلکہ جسمانی سفر اور کھلی آنکھوں کا مشاہدہ تھا جو خداوند تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کرایا۔ خداوند تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر یقین رکھنے والے اگر ذرائع سفر کی جدید تیز رفتار سہولتوں کی عدم موجودگی کے باوجود اس سفر سے انکار نہیں کر سکتے' تو انہیں احادیث کی تفصیل کو بھی ماننا پڑے گا۔

اتنے طویل سفر کے ایک رات میں طے ہونے کے امکانات اور ناممکنات کی بحث تو وہاں پیدا ہوتی ہے جب معاملہ کسی مخلوق کے اپنے اختیار اور طاقت کا دعویٰ ہو۔ یعنی سفر کرنے والا خود دعویٰ کرے کہ میں نے سفر کیا اور ایک رات میں یہاں سے وہاں جا کر واپس آیا ہوں' لیکن یہاں یہ دعویٰ وہ بندہ نہیں کرتا' یہ تو خود خدا کہتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے کہ اپنے بندے کو لے گیا ہوں تو پھر اس بحث میں وہی لوگ پڑ سکتے ہیں جو خداوند تعالیٰ کو قادر مطلق نہ مانتے ہوں۔

خدا کے ایک جگہ مقیم ہونے کا اعتراض:

واقعہ معراج پر منکرین حدیث نے بھی اعتراضات کئے ہیں کہ احادیث کے ذریعے اس واقعہ کی تفصیل محض اضافہ ہے جو قرآن کریم کے غیر مفصل اظہار واقعہ کے خلاف ہے اور اعتباری نہیں ہے۔ ان کے اس اعتراض کا جواب تو پہلے آ گیا ہے' البتہ ان کے باقی دو اعتراضات وزن رکھتے ہیں۔ ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس واقعہ میں خدا کے حضور حاضر

ہونے سے خداوند تعالیٰ کا ایک خاص مقام پر موجود ہونا اور مقیم ہونا لازم آتا ہے کہ بندے کی پیشی اس خاص مقام پر خدا کے سامنے ہوئی ہوگی جبکہ خدا کی ذات مقام کی قید سے آزاد ہے اور ہر جگہ و ہر مقام پر موجود ہے۔ جواب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی ذات بے شک لامحدود ہے مگر جب اپنی مخلوق کے ساتھ اس کا معاملہ آتا ہے تو اپنی کمزوری کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنی مخلوق کی کمزوری کی بنا پر اسے محدود ہونا پڑتا ہے۔ مثلاً اسے مخلوق سے کلام کرنا پڑتا ہے تو محدود طریقہ اختیار کرتا ہے جسے بندہ سن سکے سمجھ سکے اسی طرح جب اسے اپنے بندے کو اپنی سلطنت کی عظیم الشان نشانیاں دکھانا ہوتی ہیں تو اسے وہیں لے جاتا ہے جہاں پر نشانیاں موجود ہوتی ہیں کیونکہ بندہ ساری کائنات کو نہیں دیکھ سکتا جیسے خدا دیکھ سکتا ہے خدا کو کسی چیز کے دیکھنے کے لئے جانے کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے بندے کو ہوتی ہے یہی معاملہ خدا کے سامنے بندے کے پیش ہونے کا ہے خالق خود کسی مقام پر متمکن نہیں مگر بندہ اس کی ملاقات کے لئے کہ وہ مقام کا محتاج ہے جہاں خداوند تعالیٰ اپنی تجلیات مرکوز کرے۔

منکرین حدیث کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے ایسے لوگ دکھلائے گئے جو مبتلائے عذاب تھے حالانکہ کسی کے جنتی اور دوزخی ہونے اور اس کی جزا و سزا کے فیصلے کا دارومدار قیامت پر موقوف ہے تو قیامت سے پہلے کہ جو ابھی قائم نہیں ہوئی۔ ان کے جرائم کے مقدمات ابھی پیش ہی نہیں ہوئے تو پہلے ہی ان سزاؤں میں کیوں مبتلا دکھایا گیا؟

جواب یہ ہے کہ معراج پر جو بہت سے مشاہدے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلائے ہیں وہ حقیقتوں کو تمثیل کرکے تمثیلی انداز میں دکھائے گئے ہیں برے اعمال کی تمام سزائیں تمثیل کے انداز میں ہیں حقیقت نہیں ہیں۔

مثلاً ایک فتنہ انگیز بات کو چھوٹے سے سوراخ یا شگاف سے موٹے تازے بیل کی صورت میں دکھایا گیا ہے کہ فتنہ انگیز بات جب ایک بار منہ سے نکل جاتی ہے تو انسان اس کے نتائج کو لاکھ روکنا چاہے نہیں روک سکتا۔ اس کے اثرات و نتائج کو ہزار کوششوں کے باوجود نہ سمیٹا جاسکتا ہے نہ چھپایا جاسکتا ہے۔

ان تمثیلات میں بعض لوگ ایسے دکھائے گئے جو تازہ نفیس گوشت کے قریب ہوتے ہوئے بھی بدبودار سڑا ہوا گوشت کھاتے ہوئے دکھائے گئے جو اس حقیقت کی عکاسی ہے کہ زناکار مرد اور عورتیں جائز و حلال پاک مردوں کو بیویوں کے ہوتے ہوئے زناکاری کے مرتکب ہوتے ہیں جو سڑے ہوئے بدبودار اور غلیظ گوشت کھانے کے برابر ہے۔

اسی طرح خدا کی راہ میں خرچ نہ کرنے والوں اور زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کرنے والوں کو جنگلی گھاس پتھر اور انگارے کھاتے ہوئے دکھایا گیا ہے کہ وہ زکوٰۃ اور صدقات کے بغیر اپنے مالوں کو ان اشیاء کی طرح کھائیں اور انہیں وہاں پتھروں اور انگاروں کو کھانے پر مجبور ہونا پڑے گا۔

واقعہ معراج پر اعتراض کی بنیاد:

اس واقعہ معراج پر بعض عقل پرستوں منکرین حدیث اور فلسفہ دانوں نے جو مندرجہ بالا اعتراضات کئے ہیں۔ بعض علمائے کرام نے ان کی تاویلات فرمائی ہیں وہ اس بنیادی حقیقت کو نہیں سمجھتے یا اس پر غور نہیں کرتے جس کی وجہ سے وہ لوگوں کو خداوند تعالیٰ کی بے پناہ اور لامحدود قدرتوں کو اپنے علم اور اختیارات پر قیاس کرکے ان دیکھی حقیقتوں کے بارے میں لوگوں کی اور اپنی گمراہی کا سامان فراہم کرتے ہیں اور لوگوں کے ایمان کو متزلزل کرتے ہیں۔

بنیادی حقیقت اور ہمارے ایمان کا ذریعہ:

خدا پر ہر آدمی کے ایمان کا سب سے بڑا ذریعہ خداوند تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اور منتخب کئے ہوئے وہ خاص بندے ہیں جنہیں ان کے دور اور زمانے کے لوگ ان میں زندگی گزارنے کے باعث جانتے اور پہچانتے ہیں۔ ان کا کردار ان کی دیانت ان کی صداقت ان لوگوں اور اپنے زمانے میں مصدق اور مسلم ہوتی ہے اور کسی کو بھی نعوذ باللہ من ذالک ان کے جھوٹے، دھوکے باز اور فریبی ہونے کا ثبوت تو بڑی بات ہے ان کا کوئی عمل کوئی قول واقعہ باوجود شدید مخالفتوں کے ایسا نہیں ملتا کہ جس کی بنیاد پر وہ ان کے دعویٰ نبوت اور ان کے متعلق خدا کے انتخاب پر انگلی رکھنے کا موقع مل سکے پھر وہ منتخب افراد انبیاء کرام جن باتوں کی تعلیم دیتے ہیں ان پر نہ صرف خود عمل کرکے دکھاتے ہیں بلکہ ان تعلیمات پر عمل کرنے والوں کی زندگیوں میں خوشگوار انقلاب آجاتا ہے برائیوں کی بجائے نیکیاں پھیلتی اور پھولتی ہیں سوسائٹی

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

کے بگاڑ و فساد میں امن و اصلاح آجاتی ہے معاشرے میں امن وسکون پیدا ہوتا ہے وہ جن تاریخی واقعات کا حوالہ دیتے ہیں وہ سچے اور درست ہوتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کی خوشنودی اس کی تائید وحمایت ان کی انفرادی واجتماعی زندگیوں میں دیکھی اور محسوس کی جاتی ہے اور خود بھی روحانی ترقیوں کے باعث نبوت اور اس کی تعلیمات کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

"اسی طرح ابراہیم کو آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت کی سیر کرائی گئی تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے بن جائیں۔"

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مشاہدہ کرایا گیا اس کی تائید سورۂ نجم سے ہوتی ہے:

"ان کے صاحب حضور نہ تو گمراہ ہیں اور نہ باغی ہیں۔ ان کی تعلیمات شدید قوتوں والے رب نے انہیں دی ہیں۔ وہ آپ طاقت اور حکمت والا ہے جو اپنے جسم میں نظر آیا۔ وہ رب آسمان کے دو کناروں پر تھا۔ پھر وہ اس کے قریب بڑھے اور آگے ہوئے۔ اتنے قریب کہ درمیانی فاصلہ دو کمانوں یا اس سے بھی کم رہ گیا۔ اور جو کچھ اس نے دیکھا اس کے دل وشعور نے اسے جھوٹ نہ جانا۔ کیا تم ان حقیقتوں کے بارے میں اس سے جھگڑتے ہو یا اختلاف کرتے ہو جو اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔ انہوں نے اپنے پروردگار کی کتنی بڑی نشانیاں دیکھی ہیں۔"

چنانچہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور بالخصوص معراج کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام تفصیلات اسی بنیادی حقیقت اور خداوند تعالیٰ کی بتائی ہوئی مشاہداتی تفصیلات میں جو جاگتے ہوئے جسمانی مشاہدے سے تعلق رکھتی ہیں۔ اب جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ان تفصیلات میں شک وشبہ میں مبتلا ہوکر تاویلات سے کام لیتے ہیں یا سرے سے واقعہ معراج کا انکار کرتے ہیں۔ ہم انہیں اسی سورۂ نجم کی قرآنی آیات سے جواب دیتے ہیں:

"اے نبی جو شخص ہمارے ذکر سے منہ موڑتا تسلیم نہیں کرتا۔ اور دنیا کی زندگی کے سوا کچھ مطلوب نہیں۔ اسے ان کے حال پر چھوڑ دو۔ ان لوگوں کا مبلغ علم یہی کچھ ہے۔ یہ بات تیرا رب جانتا ہے کہ کون اس کے راستے میں بھٹک گیا ہے۔ اور کون سیدھے راستے پر ہے۔"

اس معاملے میں ان کو کوئی علم حاصل نہیں ہے وہ محض اپنے وہم وگمان کی پیروی کر رہے ہیں اور ظن وگمان حق کی جگہ نہیں لے سکتا۔

Hameed®
Bros
Jewellers

HB®
TRUSTABLE
MARK

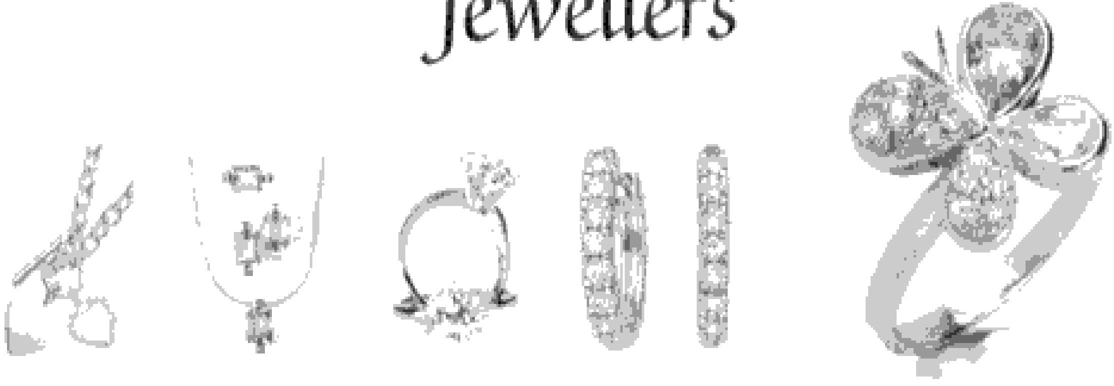

3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone: 5675454, 5215551 Fax: (092-21) - 5671503

مستشرقین کی علمی تحقیقات

مولانا عمیر الصدیق ندوی

میری آج کی گفتگو کے دو پہلو ہیں، ایک تو مستشرقین کی علمی تحقیقات اور دوسرے ان کے اصل مقاصد، دیکھا جائے تو یہ دونوں پہلو اصلاً ایک ہی ہیں، مستشرقین کی علمی تحقیقات دراصل ان کے مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ ہیں، اس لئے تحقیقات اور مقاصد میں معنوی طور سے کوئی فرق نہیں۔

یہاں اولاً خود مستشرقین اور استشراق کی تعریف کی ضرورت ہے، لیکن اب یہ طبقہ اس درجہ معروف ہے کہ آپ حضرات کے سامنے یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ اصطلاح مغرب کے ان اہل علم وتحقیق کے لئے خاص ہے، جنہوں نے مشرقی علوم وفنون، زبان وادب اور تہذیب وثقافت جس میں مذہب بھی شامل ہے اپنی دلچسپی کا موضوع بنایا اور ان کا خصوصی مطالعہ کر کے براہ راست ان سے واقفیت حاصل کی۔

ایک سوال یہ بھی سامنے آتا ہے کہ استشراق کی ابتداً کب اور کن حالات میں ہوئی؟ اب اصطلاحی مستشرقین کی تاریخ دیکھی جائے تو محققین کے مطابق اس طبقہ کے کئی ادوار سامنے آتے ہیں، مثلاً ایک دور تو وہ ہے جب اسپین اور سسلی کی سرزمین پر عربوں نے پہلا قدم رکھا، اسپین میں عربوں کی آمد سب جانتے ہیں کہ تہذیب وتمدن اور علوم وفنون کے ایک نئے اور انقلاب آفریں دور کی شروعات تھی، عربوں یعنی مسلمانوں کی علمی سربلندی کا راز دریافت کرنے کا جذبہ اور خود اسلام کی حقیقت کو سمجھنے کی خواہش اس وقت کے اسپینی اور وسیع پیمانے پر پورے یورپ کے عیسائیوں میں پیدا ہونا ایک فطری امر تھا، چنانچہ بارھویں صدی عیسوی میں طلیطلہ کے ڈریمونڈ، ابراہم بن عذرا، گیررڈی کریمونا، ایڈی لرڈ، ڈینیل آف مارلے، میکل اسکاٹ وغیرہ ایسے نام ملتے ہیں جنہوں نے اسلامی علوم کی کتابوں کو اپنی زبانوں میں منتقل کیا۔

اس کے بعد وہ زمانہ آتا ہے جس کے متعلق ہمارے محققین نے لکھا کہ یہ صلیبی جنگوں کے بعد کا دور ہے، علامہ شبلیؒ نے اس دور کے مستشرقین کی علمی دلچسپیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ:

”یورپ کی فیاض دلی قابل رشک ہے کہ ایک طرف تو مذہبی اختلافات کی بناء پر مسلمانوں کے خون کا پیاسا تھا لیکن دوسری طرف اس نے بے تکلف مسلمانوں کے خوان کرم سے زلہ ربائی شروع کردی، اس دور کی خصوصیت یہ ہے کہ اب مستشرقین کے طرز فکر اور انداز تحقیق میں بنیادی تبدیلی آ گئی، یعنی اسلام کی تعلیمات اور پیغمبر اسلام کی حیات طیبہ بلکہ اسلامی تہذیب کا کوئی گوشہ ایسا نہ رہا جو ان مستشرقین کے تعصبانہ افکار کی زد میں نہ آ گیا ہو، اسی دور میں اسلام کی جو غلط تصویر یورپ والوں کے سامنے پیش کی گئی وہ مدتوں تک تاریخی حقیقت کے طور پر یورپ میں زبان زد رہی۔“

اس دوسرے دور کے بعد وہ دور شروع ہوا، جس کا تعلق یورپ کے صنعتی انقلاب سے ہے، یورپ کے اس صنعتی انقلاب نے ان کے اندر استعمار اور ملک گیری کی نئی ہوس کو ہوا دی، دولت اور اقتدار اور قبضہ کی اس ہوس کا نشانہ ظاہر ہے کہ مسلم ممالک ہی تھے، ایسے میں اسلام کے لئے کھلا عناد اور دشمنی ظاہر ہے سیاسی مصلحتوں اور مفادات کے لئے مناسب نہیں تھی، اس لئے مسلمانوں کی تاریخ کے ایک ایک پیچ وخم، سماجی رجحانات اور دینی شعور کی فیاضی کی ضرورت تھی، نیا یورپ اس حقیقت سے واقف ہو چکا تھا کہ محکوم کے دل ودماغ تک پہنچے بغیر حکمران کی کوئی ساحری کامیاب نہیں ہو سکتی، چنانچہ مستشرقین نے اب اپنا رخ اور چہرہ بدلا، اب کھلے عناد اور جنگ وجدل کی ظاہری علامات کی جگہ علمی و فکری یلغار کی تیاری شروع ہوئی، عربی پڑھانے کا انتظام کیا گیا، اسلام کے علمی ذخائر کو جگہ جگہ سے سمیٹ کرلانے کے منصوبے بنائے گئے، اس سلسلے میں ایڈورڈ پوکاک، جارج سیل، ریسکے، بورہرڈ، سلوسٹری ڈی ساسی، ڈوزی، رابرٹن اسمتھ کے نام آتے ہیں، وہ یہ تمام مستشرقین ہیں جنہوں نے زہر کی تلخیوں کو تحقیق کے شہد میں اس طرح چھپایا کہ کام ودہن کو تو تلخی محسوس نہیں ہوئی لیکن زہر رگ وپے میں اتر گیا، یہ تیسرا دور، دوسرے دور سے بھی زیادہ سرگرم اور کہیں زیادہ خطرناک ثابت ہوا۔

اس کے بعد ایک دور وہ آیا جو یورپ کی استعماری ہوس کے کمزور ہونے کا دور تھا، جن ملکوں پر یورپ والوں کا قبضہ تھا، وہاں آزادی کی تحریکوں نے غاصبین کا چین وآرام چھیننا شروع کردیا، یورپ کے شاطر دماغوں نے یہ حقیقت سمجھ لی کہ اب ان نو آبادیوں کی آزادی کو ٹالنا اور ان کو پہلے جیسا محکوم

بنا کر رکھنا ممکن نہیں، لیکن سیاسی اقتدار اور مصالح و مفاد کے لحاظ سے بالکل بے تعلق رہنا بھی ناممکن ہے، چنانچہ ہمارے ایک عالم کے بقول: اب تمدنی رشتوں کی نئی زنجیریں وضع کرنے کے لئے اسلامی علوم کا نئے انداز سے مطالعہ ضروری ہوا، سیاسی مصلحتوں نے اس دور کے مستشرقین کے لب ولہجہ کو اس طرح متاثر کیا کہ اب ان کی تحقیقی کاوشوں میں رنگ احترام آ گیا، لیکن احترام کا یہ ڈھونگ ایسا نہیں تھا کہ اس کی حقیقت پر نگاہ نہ پڑ سکے، اہل فکر نے صاف دیکھا کہ اب ایسے فتنوں کو خاموشی سے بیدار کر دینے کی جستجو شروع ہوگئی، جن سے مسلمان ملک افتراق اور انتشار کا شکار بن جائیں اور ملی وحدت کی مضبوط رسی ان کے ہاتھوں سے چھوٹ جائے، دوسری جنگ عظیم کے بعد انگلینڈ میں ''اس کاروبرو'' رپورٹ سامنے آئی جس کو محققین نے بجا طور پر استشراق جدید کے منشور سے تعبیر کیا، اس میں صاف طور پر اس حقیقت کا اظہار ہوا کہ اگر نئے ابھرتے ہوئے مشرق کو پوری طرح نہیں سمجھا گیا تو برطانوی مقاصد بری طرح متاثر ہوں گے، ان برطانوی مقاصد کو نام بھی بڑا معصوم دیا گیا یعنی ''ورلڈ پیس'' امن عالم، لیکن بقول پروفیسر خلیق احمد نظامی اس رپورٹ کے ایک ایک حرف سے سامراجی جذبات کے نئے چولے کے رنگ جھانک رہے تھے، ایچ اے آر گب نے ''ماڈرن ٹرینڈس ان اسلام'' میں اسی انداز سے مسلمانوں کی نبض ٹٹولی۔

اس چوتھے دور کے بعد وہ دور شروع ہوا جس میں ہم آپ سانس لے رہے ہیں، یعنی مسلمان ملکوں میں پٹرول اور معدنیات کے نئے ذخائر کی دریافت کی وجہ سے ان ملکوں کی اقتصادی خوشحالی سامنے آئی تو یہ یورپ کے لئے تشویش بلکہ توحش کا سبب بن گئی، اب ان کی اصل فطرت سامنے آئی کہ اقتصادی اعتبار سے کیسے فائدہ اٹھایا جائے، مستشرقین نے یہاں پھر اپنا انداز بدلا اب ان کی دلچسپی جدید مذہبی تحریکوں، سماجی رجحانوں اور اقتصادی امکانوں کی جانب منتقل ہوئی، اب فکر اسلامی کی توجیہ وتعلیل سے زیادہ مسلمان ملکوں کے اندرونی اور بیرونی حالات کا تجزیہ ان کا سب سے بڑا موضوع بنا، قومیت کے وہ عناصر جو وحدت ملی کے تصورات کو پارہ پارہ کر سکتے ہیں، یہ ان مستشرقین کی توجہ کا مرکز ہے، یعنی اب پہلی بار یہ محسوس ہوا کہ صیہونیت نے مستشرقین کے انداز تحقیق سے خاموشی سے ساز باز کر لی، ایریا اسٹیڈی، سیاست ارضی اور عمرانیات ونفسیات کو اہمیت دے کر دینی عناصر کے مطالعہ سے گریز کیا جانے لگا، اس دور میں یورپ کے ساتھ امریکا بھی بلکہ وہی زیادہ نمایاں ہو کر اس طرح سامنے آیا کہ مشرق وسطی کے مطالعات کے لئے کثرت سے مراکز قائم ہوئے اور ہر مرکز اسی خلش سے قائم ہوا کہ ہائیڈرو پالیٹیکس، اسلام اور نو آبادیات اور جدید تاریخ میں جہاد جیسے موضوع پر غور شروع ہوا اور اس طرح شروع ہوا کہ مستشرقین پہلی بار اس تذبذب میں مبتلا ہوئے کہ اسلامی فکر کا دھارا اب کس رخ بہے گا اور یہ کہ اب کہاں کہاں اور کس کس طرح باندھ بنایا جائے۔

مستشرقین کی اصطلاحی تاریخ کے یہ پانچ ابواب ہیں جن سے ان کی فکر، مقصد، منہج، محرکات اور محسوسات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے لیکن اگر اور غور سے دیکھا جائے تو یہ اصطلاحی تاریخ نامکمل ہے، یہ تاریخ تو اسی روز سے شروع ہوتی ہے جب اسلام پہلی بار پیغام حق لے کر آیا اور مخالفت میں گو کفار قریش تھے لیکن ان سے بڑھ کر وہ یہود ونصاریٰ تھے، جنہوں نے نسلی تعصب اور مذہبی عصبیت کی وجہ سے اسلام کو اپنے مقاصد کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھ کر اسلام کا راستہ روکنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی، قرآن مجید نے جب یہ کہا کہ: ''وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون۔'' تو گویا یہ استشراق کی روح کا اظہار تھا۔ قرآن مجید کی یہ آیت کہ: ''وقالت طائفۃ من اھل الکتاب آمنوا بالذی انزل علی الذین آمنوا وجہ النھار واکفروا اخرہ لعلھم یرجعون۔'' یا یہ کہ ''ودوا لو تدھن فیدھنون'' نے صاف بتایا کہ زمانہ نبوت کے یہود ونصاریٰ اس دور کے مستشرق تھے، اس لئے اس سلسلہ استشراق کے ادوار کی تقسیم کی ضرورت نہیں، ان کا جو رویہ اور رجحان اور نیت آج ہے وہ پہلے بھی تھی، اس لئے مستشرقین کا نام ہو یا کوئی اور نام، ان کو پہچاننے میں کوتاہی ذرا بھی نہ کی جائے، ہاں وقت کے ساتھ ان کے طور طریق، انداز اور لب ولہجہ میں فرق ضرور آتا ہے کبھی دشنام طرازی، کبھی باقاعدہ جنگ وجدال، کبھی تحقیق کے نام پر تاریخی تلبیسات اور کبھی اسی تحقیق کو ''علمی'' کا نام دے کر بظاہر معقول اور معروضی مباحث، صرف شکلیں بدلتی ہیں، روح سب میں ایک، موجودہ دور ڈپلومیسی کا دور ہے، اس لئے لفظ مستشرقین کو بڑی معصومیت سے زبان سے ادا کیا جاتا ہے، ہمارے اکثر روشن مزاج اہل عقل و دانش بھی کہتے ہیں کہ اگر بے چارے مغربی اسکالر اور مفکرین مشرقی علوم وفنون کی تحصیل وتحقیق میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں، وقت ہی نہیں، سرمایہ اور ذہنی صلاحیتیں بھی، وہ کام جو ہمیں کرنا چاہئے، بیچارے وہ کر رہے ہیں، کیا یہ ان کا احسان نہیں، لیکن یہ اہل دانش اپنی سطحی نظر سے اس دام کو نہیں دیکھ پاتے جو مستشرقین نے ان کے شکار کے لئے بچھائے، حکیم مشرق علامہ اقبال نے صحیح کہا تھا کہ: ''جہاں تک اسلامی ریسرچ کا تعلق ہے، فرانس، جرمنی، انگلستان اور اٹلی کی یونیورسٹیوں کے اساتذہ کے مقاصد خاص ہیں جن کو عالمانہ تحقیق اور احقاق حق کے ظاہری طلسم میں چھپایا جاتا ہے۔

سادہ لوح مسلمان طالب علم، طلسم میں گرفتار ہوکر گم راہ ہوجاتا ہے‘‘اب اس سادہ لوحی کو کیا کہا جائے، محض مستشرقین کے ناموں سے مرعوب ہوجانے والوں کو بہت پہلے علامہ شبلیؒ نے آگاہ کیا تھا کہ مستشرقین کتنے ہیں جو عربی زبان اور اصل ماخذ سے واقف نہیں، ان کا سرمایہ معلومات اوروں کی تصانیف اور تراجم ہیں ان کا کام صرف یہ ہے کہ مشتبہ اور ناکمل مواد کو قیاس اور میلان طبع کے قالب میں ڈھال کر دکھائیں۔

ایسے مستشرقین کو بھی جاننے کی ضرورت ہے جو عربی زبان، علم و ادب، تاریخ اور فلسفہ اسلام کے بہت بڑے ماہر ہیں لیکن مذہبی لٹریچر اور سیرت کے فن سے ناآشنا ہیں، وہ سیرت یا مذہب اسلام پر کوئی مستقل کتاب نہیں لکھتے لیکن ضمنی طور پر عربی دانی کے زعم میں اسلام یا شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نہایت دیدہ دلیری سے جو کچھ چاہتے ہیں لکھ جاتے ہیں، مثلاً جرمنی کے ساخو نے ’’طبقات ابن سعد‘‘ شائع کی تو اس کی وسعت معلومات اور عربی دانی سے کون انکار کرسکتا ہے لیکن جب وہ اسلامی امور کے متعلق باتیں لکھتا ہے تو پڑھ کر بھول جانا پڑتا ہے کہ وہی محترم شخص ہے یا کوئی اور، نولڈیکی نے قرآن مجید کا خاص مطالعہ کیا ہے لیکن انسائیکلوپیڈیا میں قرآن پر اس کا جو آرٹیکل ہے، جابجا نہ صرف اس کے تعصب بلکہ اس کی جہالت کے راز پنہاں کی بھی پردہ داری کرتا ہے۔

ان مستشرقین کو بھی پہچاننے کی ضرورت ہے جن کی عربی دانی، کثرت مطالعہ اور تفحص کتب کا انکار نہیں لیکن جن کا حال یہ ہے کہ:

’’دیکھتا سب کچھ ہوں لیکن سوجھتا کچھ بھی نہیں‘‘

جیسے مارگولیتھ نے مسند احمد بن حنبل کی چھ ضخیم جلدوں کا ایک ایک حرف پڑھا ہے اور کسی مسلمان کو بھی اس وصف میں اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں ہوسکتا، لیکن اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری پر جو کتاب لکھی ہے، دنیا کی تاریخ اس سے زیادہ کوئی کتاب کذب، افترا، تاویل اور تعصب کی مثال کے لئے پیش نہیں کرسکتی، اس کا کمال یہ ہے کہ جس میں برائی کا کوئی پہلو پیدا نہیں ہوسکتا یہ صرف اپنی طباعی کے زور سے بدمنظر بنا دیتا ہے، یہ وہ مستشرقین ہیں جن کا سرمایہ استناد صرف تاریخ و سیر کی کتابیں ہیں، احادیث صحیحہ کے سرمایہ سے یہ یا تو بے خبر ہیں اور اگر کوئی ہے بھی تو فن کا ماہر نہیں اور بقول شبلیؒ ہو بھی تو تعصب کی ایک چنگاری سینکڑوں خرمن معلومات کو جلانے کے لئے کافی ہے۔

علامہ شبلیؒ نے اگر یہ اصول آج سے سو سال پہلے واضح کئے تھے تو مستشرقین کی علمی تحقیقات کی مرعوبیت سے نکلنے کے لئے یہی کافی تھے، ان کے شاگرد علامہ سید سلیمان ندویؒ نے ان ہی اصولوں کو سامنے رکھ کر کہا تھا کہ مستشرقین کی تحقیق و تدقیق سے جہاں فائدہ ہورہا ہے، سخت نقصان بھی پہنچ رہا ہے جس کی تلافی ہر مسلمان اہل علم کا فرض ہے، ان میں ایک ایسا گروہ بھی ہے جو اپنے مسیحی اور مغربی نقطہ نظر سے اسلامی علوم پر نظر ڈال کر تحقیق اور ریسرچ کے نام سے ایک نیا محاذ جنگ بنا کر اسلام، داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم، اسلامی علوم اور اسلامی تہذیب و تمدن پر بے پناہ حملے کر رہا ہے، قرآن مجید، حدیث، تصوف، سیر، رجال، کلام اور فقہ ان کی زد میں ہے، نہیں کہا جاسکتا کہ یورپ کے اس رنگ کے لٹریچر سے اسلام کو کس قدر شدید نقصان پہنچا ہے اور پہنچے گا، اگر یہ زہر اسی طرح پھیلتا رہا اور اس کا تریاق تیار نہیں کیا گیا تو معلوم نہیں کس حد تک نوجوان مسلمانوں کے دماغوں میں سُمیت سرایت کرجائے گی، شبلی و سلیمان بلکہ تحریک ندوۃ العلماء نے اس طبقہ کی فتنہ سامانیوں کا جس طرح سامنا کیا اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں، دارالمصنفین کے سیمینار ’’اسلام اور مستشرقین‘‘ میں جب مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے یہ آواز بلند کی تو اس کی تہہ میں اعتذار تھا نہ معذرت نہ مرعوبیت بلکہ ایک اعتماد اور یقین اس آواز میں شامل تھا کہ:

مستشرقین کی ایک بیشتر تعداد نے اور کم سے کم اس تعداد نے ہمارے سامنے اور عالم اسلام کے سامنے جس کا تعارف ہوا ہے، اپنی خوردبین سے تاریخ اسلام، حدیث اور علوم اسلامیہ، تمدن اسلامی اور اسلامی حکومتوں میں صرف عیب ہی عیب دیکھا، اسلام میں جمال بھی ہے کمال بھی ہے اور نوال بھی ہے، مستشرقین نے ان تینوں چیزوں کو نظر انداز کرکے صرف معائب اور کمزور پہلو پیش کئے۔

مستشرقین نے کیا کیا اور ان کے مقاصد کیا تھے اوپر کی گفتگو میں اس کی ایک جھلک پیش کی گئی ہے، ان کے مقاصد بھی سامنے آگئے، پروفیسر خلیق احمد نظامی نے ایک جگہ ان مستشرقین کے مقاصد کو اپنے انداز سے پیش کیا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ بڑی حد تک مستشرقین کے مقاصد کو جاننے میں معاون ثابت ہوسکتے ہیں، ہم ان کا خلاصہ آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

۱:...افراد کی زندگی میں جو حیثیت حافظہ کی ہے قوموں کی زندگی میں وہی اہمیت ان کی تاریخ کی ہے مستشرقین کے پیش نظر سب سے زیادہ اہم مقصد یہ تھا کہ مسلمان کا تعلق ان کی حیات اجتماعی کے دینی، تمدنی اور فکری سرچشموں سے منقطع کیا جائے تاکہ جب وہ کسی انسانی کمال یا کارنامے کا تصور کریں تو ان کا ذہن مغرب کے سوا کسی دوسری طرف منتقل ہی نہ ہوسکے، بقول علامہ شبلیؒ: ’’ہم کو صرف یہی رونا نہیں ہے کہ ہمارے زندوں کو یورپ کے زندوں نے مغلوب کرلیا ہے، بلکہ یہ رونا بھی ہے کہ ہمارے مُردوں پر یورپ کے مُردوں نے فتح پائی ہے، یعنی

مسلمانوں کو علمی اعتبار سے ایسے احساس کمتری میں مبتلا کرنے کی کوشش کی گئی جس سے ان کی فکر کے سوتے خشک ہو جائیں، ان کی خودی ختم ہو تو ان کی گردنوں میں برگس اور ہیگل سے عقیدت کی زنار ڈال دی جائے۔"

ایک مقصد یہ بھی تھا بلکہ ہے کہ مسلمان سائنس کی برتری تسلیم کر کے اپنے مذہب سے بے زار ہو جائیں، ان کو اپنے قانون، اپنی شریعت اپنا طرز زندگی سب فرسودہ اور بے کار نظر آنے لگے، مسلمان پرسنل لاء میں تبدیلی اور اصلاح کا آوازہ سب سے پہلے مستشرقین ہی نے بلند کیا تھا، یورپ میں سائنس اور مذہب کا معرکہ جلدی شروع ہوا اور جلد ہی ختم ہو گیا، لیکن مستشرقین نے مشرق میں اس جنگ کو طول دے کر مسلمانوں کو قدم قدم پر اپنے مذہب کے ناقص ہونے کا احساس دلایا۔

ایک مقصد یہ بھی سامنے آیا کہ مسلمانوں کے ذہن کو ایسے مسائل میں الجھا دیا جائے جن کا ان کی عملی زندگی سے کوئی تعلق نہ ہو، لیکن جو قوائے ذہنی کو مضمحل کرنے میں کارگر ثابت ہوں، اقبال کی نظم میں ابلیس کا جو پیشتر مسلمانوں کو ان گتھیوں کے سلجھانے کی تلقین کرتا ہے کہ:

ابن مریم مر گیا یا زندۂ جاوید ہے
ہیں صفات حق، حق سے جدا یا عین ذات
ہیں کلام اللہ کے الفاظ حادث یا قدیم
امت مرحوم کی ہے کس عقیدے میں نجات
تم اسے بیگانہ رکھو عالم کردار سے
تا بساط زندگی میں اس کے سب مہرے ہوں مات

تو اس میں مستشرق ہی کا دل دھڑکتا دکھائی دیتا ہے۔ ایک اور مقصد جو اہل فکر سے مخفی نہیں وہ یہ ہے کہ اسلامی تاریخ کے ایسے گوشوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر زیر بحث لایا جائے جو مسلمانوں میں اتحاد ملی کے جذبات کو نشو و نما پانے سے روک دیں، اس مقصد میں وہ کامیاب بھی ہوئے اور کتنی ہی عداوتیں جو وقت کے ساتھ بے جان ہو گئی تھیں ان کو نئی زندگی بخش دی۔

مستشرقین کے حالات، ان کی تحقیقات اور ان کے مقاصد کے متعلق یہ بہت ہی سرسری جائزہ ہے، دارالمصنفین نے اسلام اور مستشرقین کے نام سے سات جلدوں میں ان کی ایک ایسی تاریخ پیش کر دی ہے جو اس سلسلہ میں کام کرنے والوں کے لئے بہت مفید ہے، زیادہ معلومات کے لئے ان کتابوں سے رجوع کیا جانا چاہئے اور ان سے یہ پیغام لینا چاہئے کہ:

فرنگ سے بہت آگے ہے منزل مومن
قدم اٹھا، یہ مقام انتہائے راہ نہیں

☆☆......☆☆

روز مرہ پیش آنے والے دینی مسائل کے عام فہم اور قرآن و حدیث کی روشنی میں آسان حل کے لئے جدید فقہی انسائیکلو پیڈیا

حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز تصنیف

آپ کے مسائل اور ان کا حل (مکمل مدلل)

فقہی تحقیق و تخریج، کثیر اضافہ جات، جدید ترتیب اور بڑے سائز کی آٹھ ضخیم جلدوں پر مشتمل

خوبصورت اور پرکشش ٹائٹل کے ساتھ چھپ چکی ہے

مدارس عربیہ کے طلبا و طالبات کے لئے بیش بہا خزانہ، علماء کرام و مفتیان عظام کی معاون و مددگار، ہر گھر کی ضرورت

عام قیمت: 5500 روپے

علما طلبا اور مدارس کے لئے رعایتی قیمت: 2700 روپے

پیشگی منی آرڈر بھیج کر منگوا سکتے ہیں، وی پی سے معذرت

علاوہ ڈاک خرچ

مکتبہ لدھیانوی، ۱۸ اسلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن، کراچی

سیل: 0321-2115595, 0321-2115502 فون: 021-34130020

عہدِ نبوی کا شہری نظام

اسداللہ خاں شہیدی

مدینہ منورہ کی شہری ریاست دس برس کے قلیل عرصہ میں ارتقاء کی مختلف منزلیں طے کرکے ایک عظیم اسلامی ریاست بن گئی، جس کے حدودِ حکمرانی شمال میں عراق وشام کی سرحدوں سے لے کر جنوب میں یمن وحضر موت تک اور مغرب میں بحر قلزم سے لے کر مشرق میں خلیج فارس وسلطنت ایران تک وسیع ہوگئیں اور عملی طور سے پورے جزیرہ نمائے عرب پر اسلام کی حکمرانی قائم ہوگئی۔

اگرچہ شروع میں اسلامی ریاست کا نظم ونسق عرب قبائلی روایات پر قائم واستوار تھا تاہم جلد ہی وہ ایک ملک گیر ریاست اور مرکزی حکومت میں تبدیل ہوگئی، یہ عربوں کے لئے ایک بالکل نیا سیاسی تجربہ تھا، کیونکہ قبائلی روایات اور بدوی فطرت کے مطابق وہ مختلف قبائلی، سیاسی اکائیوں میں منقسم رہنے کے عادی تھے، یہ سیاسی اکائیاں آزادوخودمختار ہوتی تھیں، جو ایک طرف قبائلی آزادی کے تصور کی علمبرداری تھیں تو دوسری طرف سیاسی افراتفری اور اس کے نتیجہ میں تسلسل سیاسی چپقلش، فوجی تصادم اور علاقائی منافرت کی بھی ذمہ دار تھیں، عربوں میں نہ صرف مرکزیت کا فقدان تھا، بلکہ وہ مرکزی اور قومی حکومت کے تصور سے بھی عاری تھے کہ یہ نظریات ان کی من مانی قبائلی آزادی کی راہ میں رکاوٹ بن سکتے تھے، وہ کسی ''غیر'' کی حکمرانی تسلیم ہی نہیں کرسکتے تھے، یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیاسی معجزہ ہے کہ آپ نے دشمن قبائل عرب کو ایک سیسہ پلائی ہوئی قوم میں تبدیل کردیا اور ان کی ان گنت سیاسی اکائیوں کی جگہ ایک مرکزی حکومت قائم فرمادی، جس کی اطاعت بدوی اور شہری تمام عرب باشندے کرتے تھے، اس کا سب سے بڑا، بلکہ واحد سبب یہ تھا کہ اب ''قبیلہ یاخون'' کے بجائے ''اسلام یادین'' معاشرہ وحکومت کی اساس تھا، اسلامی حکومت کی سیاسی آئیڈیالوجی اب اسلام اور صرف اسلام تھا، جن کو اس سیاسی نصب العین سے مکمل اتفاق نہیں تھا، ان کے لئے بھی بعض اسباب سے اس ریاست کی سیاسی بالادستی تسلیم کرنی ضروری تھی۔

اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب راہِ ہجرت میں قدم رکھا تو آپ کی زبان مبارک پر سورۂ اسرائیل کی ایک آیت کثرت سے رہتی تھی:

''اے اللہ! (نئی منزل میں)
صدق وصفا سے داخل کر اور جہاں سے نکالا
ہے وہاں کا نکلنا بھی صدق وصفا پر مبنی ہو
(نئی جگہ دین پھیلانے کے لئے) غلبہ عطا
فرما۔'' (بنی اسرائیل:۸۰)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا قبول فرمائی، اسلامی مملکت کے قیام کے لئے آپ ﷺ کو غلبہ عطا فرمایا۔ ابھی آپ ﷺ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان میں قیام فرماتھے کہ آپ ﷺ نے میثاق مدینہ کا اہتمام کیا، اس مقصد کے لئے آپ ﷺ نے مہاجرین، انصار، یہود، عیسائی اور دیگر قبائل کو جمع کیا، آپ ﷺ نے کچھ گفتگو فرمائی، اس کے بعد آپ ﷺ نے اس موقع پر ایک تحری لکھوائی، ابتدائی مورخین نے اسی کو صحیفہ کا نام دیا ہے، یہ حکمرانِ وقت کا ایک فرمان تھا، ساتھ ہی تمام لوگوں کا اقرار نامہ بھی تھا، جس پر ان لوگوں کے دستخط تھے، اس میں مسلمان اور مشرکین دونوں شریک تھے، ڈاکٹر حمید اللہ نے اسے پہلا تحریری دستور قرار دیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

''مدینہ میں ابھی نزاع کی کیفیت تھی اور قبائلی دوردورہ تھا، عرب اوس اور خزرج کے بارہ قبائل میں بٹے ہوئے تھے اور یہود بنوالنظیر وبنوقریظہ وغیرہ کے دس قبائل میں تھے، ان میں باہم کئی نسلوں سے لڑائی جھگڑے چلے آرہے تھے اور کچھ عرب کچھ یہودیوں کے ساتھ حلیف ہوکر باقی عربوں اور ان کے حلیف یہودیوں کے حریف بنے ہوئے تھے۔ ان میں مسلسل جنگوں سے اب دونوں تنگ آچکے تھے اور وہاں کے کچھ لوگ غیر قبائل خاص کر قریش کی جنگی امداد کی تلاش میں تھے، لیکن شہر میں امن پسند طبقات کو غلبہ ہورہا تھا اور ایک بڑی جماعت اس بات کی تیاری کررہی تھی کہ عبداللہ بن ابی بن سلول کو بادشاہ بنادیں، حتیٰ کہ بخاری اور ابن ہشام وغیرہ کے مطابق اس کے تاج شہریاری کی تیاری بھی کاریگروں کے سپرد ہوچکی تھی، بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعۃ عقبہ میں بارہ قبائل میں بارہ مسلمانوں کو اپنی طرف سے نقیب مقرر کرکے مرکزیت پیدا کرنے کی کوشش فرمائی تھی، مگر اس سے قطع نظر وہاں کے ہر قبیلے کا الگ راج تھا اور وہ اپنے اپنے سائبان میں اپنے معاملات

طے کیا کرتا تھا، کوئی مرکزی شہری نظام نہ تھا، تربیت یافتہ مبلغوں کی کوششوں سے تین سال کے اندر شہر میں کچھ لوگ مسلمان ہو چکے تھے، مگر مذہب ابھی تک خانگی ادارہ تھا، اس کی سیاسی حیثیت وہاں نہ ہوئی تھی اور ایک ہی گھر میں مختلف مذاہب کے لوگ رہتے تھے،

ان حالات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آتے ہیں، جہاں اس وقت اور متعدد فوری ضرورتیں تھیں:

☆... اپنے اور مقامی باشندوں کے حقوق و فرائض کا تعین۔

☆... مہاجرین مکہ کے قیام اور گزر بسر کا انتظام۔

☆... شہر کے غیر مسلم عربوں اور خاص کر یہودیوں سے سمجھوتہ۔

☆... شہر کی سیاسی تنظیم اور فوجی مدافعت کا اہتمام۔

☆... قریش مکہ سے مہاجرین کو پہنچے ہوئے جانی و مالی نقصانات کا بدلہ۔

ان ہی اغراض کے مدنظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کر کے مدینہ آنے کے چند مہینہ بعد ہی ایک دستاویز مرتب فرمائی، جسے اسی دستاویز میں کتاب وصحیفہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے، جس کے معنی دستور العمل اور فرائض نامہ کے ہیں، اصل میں یہ شہر مدینہ کو پہلی دفعہ شہری مملکت قرار دینا اور اس کے انتظام کا دستور مرتب کرنا تھا۔ (ڈاکٹر حمید اللہ کی بہترین تحریریں، مرتب قاسم محمود، ص:۲۵۳)

اس میثاق کے بنیادی نکات یہ تھے:

۱:... آبادیوں میں امن وامان قائم رہے گا تاکہ سکون سے نئی نسل کی تربیت کی جاسکے۔

۲:... مذہب اور معاش کی آزادی ہوگی۔

۳:... فتنہ وفساد کو قوت سے ختم کیا جائے گا۔

۴:... بیرونی حملوں کا مل کر مقابلہ کیا جائے گا۔

۵:... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر کوئی جنگ کے لئے نہیں نکلے گا۔

۶:... میثاق کے احکام کے بارے میں اختلاف پیدا ہو تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع کیا جائے گا۔

اس معاہدے میں مسلمانوں، یہودیوں اور مختلف قبیلوں کے لئے الگ الگ دفعات مرقوم ہیں، یہ اصل میں مدینہ کی شہری مملکت کے نظم ونسق کا ابتدائی ڈھانچہ تھا، یہاں واضح طور پر یہ بات ذہن میں رہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یونان کی شہری ریاستوں کی طرح کوئی محدود ریاست قائم کرنا نہیں چاہتے تھے، بلکہ آپ ﷺ نے ایک عالمگیر مملکت کی بنیاد ڈالی تھی جو مدینہ کی چند گلیوں سے شروع ہوئی اور روزانہ ۹۰۰ کلومیٹر کی رفتار سے پھیلتی رہی، اس وقت دس لاکھ مربع میل کی مملکت تھی جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا۔

(محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از ڈاکٹر حمید اللہ)

اس عالمگیر مملکت کے تصور کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھایا اور سو برس کے اندر اندر یہ تین براعظموں میں پھیل گئی۔

اس میثاق یعنی صحیفہ میں بلدیاتی نظام کے تعلق سے حسب ذیل امور سامنے آتے ہیں:

۱:... امن وامان کا قیام۔

۲:... تعلیم وتربیت کی سہولتیں۔

۳:... روزگار، سکونت اور ضروریات زندگی کی فراہمی۔

قرآن حکیم نے بار بار نشاندہی کی ہے کہ انسان آدم وحوا کی اولاد ہیں اور زمین پر اللہ کا کنبہ ہیں، انسان فطرتاً مل جل کر رہنا چاہتا ہے اور دنیا کے تمام وسائل ہمارے فائدے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، اس لئے صاف اور سیدھا طریقہ یہ ہے کہ ہم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں، فرائض اور حقوق کی ایک بڑی تفصیل ہمارے سامنے ہے، معلم کتاب و حکمت ان کی تشریح اور ان کی تفصیل فرما چکے ہیں۔

ہجرت کے حکم کے بعد مدینہ میں مہاجرین کا سیلاب امڈ پڑا تھا اور آخر کار مدینہ میں مقامی باشندوں کے مقابلہ میں مہاجرین کی تعداد کئی گنا بڑھ گئی۔ (صحیح بخاری)

ان نو واردوں کی آبادکاری کے متعلق حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع دن ہی سے ایک جامع منصوبہ تیار کرلیا تھا، اس منصوبہ کی جزئیات کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ آج سے چودہ سو سال پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نو آبادی (کالونائزیشن) اور شہری منصوبہ بندی (ٹاؤن پلاننگ) میں عظیم انقلاب برپا کردیا تھا، نئے بسنے والوں کی اتنی بڑی تعداد کو اتنے محدود وسائل میں رہائش اور کام کی فراہمی کوئی آسان معاملہ نہ تھا، پھر مختلف نسلوں، طبقوں، علاقوں اور مختلف معاشرتی وتمدنی پس منظر رکھنے والے لوگ مدینہ میں آ آ کر جمع ہو رہے تھے، ان سب کو سماجی لحاظ سے اس طرح جذب کرلینا کہ نہ ان میں غریب الدیاری اور بیگانگی کا احساس ابھرے، نہ مدینہ کے ماحول میں کوئی خرابی پیدا ہو اور نہ قانون شکنی اور اخلاقی بے راہ روی کے رجحانات جنم لیں... جیسا کہ عام طور پر ایسے حالات میں ہوتا ہے... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا زندہ جاوید کارنامہ ہے، جو ماہرین عمرانیات کے لئے خاص توجہ اور مطالعہ کا مستحق ہے، جدید شہروں میں آبادی کے دباؤ سے پیدا ہونے والے پیچیدہ تمدنی، سیاسی اور اخلاقی مسائل سے نمٹنے کے لئے سیرت النبی سے، ماہرین آج بھی

بلاشبہ بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ دنیا کو سب سے پہلے رسالت مآب ﷺ نے اس راز سے آگاہ کیا کہ محض سنگ وخشت کی عمارات کے درمیان میں کوچہ وبازار بنادینے کا نام شہری منصوبہ نہیں، بلکہ ایسا ہم آہنگ اور صحت مند تمدنی ماحول فراہم کرنا بھی ناگزیر ہے جو جسمانی آسودگی، روحانی بالیدگی، دینی اطمینان اور قلبی سکون عطا کرکے اعلیٰ انسانی اقدار کو جنم دے اور تہذیب انسانی کے نشوونما کا سبب بنے۔

مدینہ کی اسلامی ریاست کے قیام کے بعد دارالخلافہ کی تعمیر کے لئے موزوں جگہ کا انتخاب اور اس غرض کے لئے وسیع قطعہ اراضی پہلے ہی حاصل کرلیا گیا تھا، مسجد اور ازواج مطہرات کے لئے مکانات بن جانے کے ساتھ دارالخلافہ کی تعمیر کا پہلا مرحلہ تکمیل کو پہنچا، دوسرے مرحلہ کا آغاز نو وارد مہاجرین کی اقامت اور سکونت کے مختصر مکانات (کوارٹرز) کی تعمیر سے کیا گیا، یہی وجہ تھی کہ تعمیرات کے اس دومرحلے منصوبے پر ایک سال یا اس سے کچھ زیادہ عرصہ لگ گیا۔

مدینۃ الرسول، ایک لحاظ سے ''مہاجر بستی'' تھی گو سارے مہاجر وہاں اقامت نہ رکھتے تھے۔ (طبقات ابن سعد) ہوسکتا ہے جب مدینہ کی آبادی بڑھی ہو تو مکانات اور تعمیرات کا سلسلہ پھیل کر عہد رسالت مآب ہی میں قریب کی آبادیوں بنی ساعدہ، بنی النجار وغیرہ سے مل گیا ہو، ورنہ ریاست کی پالیسی یہ تھی کہ مدینہ کی کالونی میں صرف مہاجرین کو بسایا جائے، عوالی میں رہنے والے بنو سلمہ نے جب مدینہ آکر آباد ہونے کی درخواست کی تو آپ نے اسے نامنظور کردیا اور انہیں اپنے قریہ ہی میں رہنے کی ہدایت کی، ریاست کی نو آبادی اسکیم کا یہ بھی ایک اہم حصہ تھا کہ اللہ کی راہ میں وطن چھوڑ کر مدینہ آنے والے لٹے پٹے، بے سروسامان اور بے یارومددگار مہاجروں کے قافلوں کو جائے رہائش سرکاری طور پر فراہم کی جائے، بلکہ ان نوواردوں کو سرکاری مہمان خانہ میں ٹھہرایا جاتا اور ان کے کھانے اور دیگر ضروریات کا انتظام بھی سرکاری طور پر کیا جاتا، بعد میں ان لوگوں کو مستقل رہائش کے لئے جگہ یا مکان مہیا کرنا بھی حکومت کا فرض تھا گویا مہاجرین کے لئے روٹی، کپڑا اور مکان کی فراہمی اسلامی حکومت کی ذمہ داری تھی۔

مہاجرین کی عارضی رہائش کا انتظام مسجد کے اندر کیمپ لگاکر یا صفہ میں کیا جاتا، اگر مہاجرین کی تعداد زیادہ ہوتی یا قافلہ پورے قبیلے پر مشتمل ہوتا تو انہیں عموماً شہر کے باہر خیموں میں ٹھہرایا جاتا، تاآنکہ مستقل رہائش کا معقول انتظام نہ ہوجاتا، آبادکاری کے دو طریقے اختیار کئے گئے اولاً یا تو کسی ذی ثروت انصاری مسلمان کو کہہ دیا جاتا کہ وہ ایک مہاجر کی رہائش کا اپنے ہاں انتظام کرلیں، مگر خیال رہے کہ صرف شروع کے ایام میں ایسا کیا گیا جبکہ اسلامی ریاست صحیح طرح صورت پذیر نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی منظم تھی۔

مہاجروں کو ٹھہرانے کے لئے عموماً بڑے بڑے مکانات تعمیر کئے گئے تھے۔ یہ مکانات کئی کمروں پر مشتمل تھے، ایک کمرہ ایک خاندان کو دیا جاتا، البتہ ایسے مکانات میں باورچی خانہ وغیرہ مشترک ہوتا۔ اندازہ ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی کالونی میں سرکاری طور پر علیحدہ رہائش کے لئے جو مکانات بنوائے وہ تین کمروں کے تھے۔ (ماخوذ از ادب المفرد: امام بخاری)

توسیع شہر:

تعمیرات کا سلسلہ ایک عرصہ تک تواتر کے ساتھ جاری رہا، یہاں تک کہ بنی قینقاع کے اخراج (۳ ہجری) کے بعد مکانات کی خاصی تعداد مسلمانوں کے ہاتھ آجانے کے سبب رہائشی قلت بہت حد تک دور ہوگئی، مگر یہ مسئلہ ختم نہ ہوا، کیونکہ رہائشی سہولتوں کے مقابلہ میں نوواردوں کی تعداد کہیں زیادہ تھی اور اس میں روز بروز اضافہ ہورہا تھا، اس لئے ۲ ہجری (بنوقریظہ کی فتح) تک یہ مسئلہ سنگین نوعیت کا تھا، اس کے بعد اسلامی حکومت کی آمدنی کے وسائل بھی پیدا ہوگئے، مسلمانوں کی اقتصادی حالت بھی کسی قدر سنبھل گئی، یہودیوں کے بہت سے مکانات بھی مل گئے، لہٰذا معاملہ کی سنگینی بڑی حد تک کم ہوگئی، تاہم آبادکاری کا کام فتح مکہ اور اس کے بعد بھی جاری رہا، فتح کے ساتھ ہی چونکہ ہجرت کی فرضیت کا حکم منسوخ ہوگیا، اس لئے مدینہ میں مہاجرین کی آمد کا سلسلہ رک گیا، تاہم کئی لوگ فتح مکہ کے بعد بھی مدینہ میں آکر آباد ہوئے اور حصول تعلیم وغیرہ کے لئے آنے والوں کا بھی تانتا بندھا رہا۔

(عہد نبوی کا نظام تعلیم: ڈاکٹر حمید اللہ)

(جاری ہے)

Sonara Gold Colection
سونارا گولڈ کلیکشن
NP1/59 مرادلوہارا سٹریٹ، صرافہ بازار، میٹھادر، کراچی
Cell: 0300-8932894, 0313-8932894

زندگی کی قدر و قیمت

ارشادات قطب الاقطاب حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجوی قدس سرہٗ

زندگی کی قدر و قیمت:

گھونکی سے ایک ڈاکٹر آیا' جو سرکاری ملازم بھی تھا' ان کے کچھ اور دوست بھی تھے' حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ہم کو کچھ نصیحت فرمائیں۔ اس پر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ارشاد فرمایا کہ دنیا میں انسان کو پیدا کر کے یہ موقع دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرے' یہ موقع اس سے پہلے بھی نصیب نہیں تھا اور مرنے کے بعد بھی مہلت نہیں ملے گی' اگر ایک منٹ' ایک لمحہ چاہے کہ مل جائے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرلوں تو نہیں مل سکے گا' یہ زندگی بڑی قدر والی ہے' اس زندگی کو ایسے کام میں صرف کیا جائے' جس سے آخرت والی زندگی کامیاب بن جائے' وہ کام ہے رب کے ساتھ تعلق قائم کرنا' بندہ ہر وقت اس کوشش میں ہو کہ اس کا رب سے صحیح تعلق قائم ہوجائے' شیطان چاہتا ہے کہ اس کا تعلق رب سے کٹ جائے اور اس کی زندگی برباد ہوجائے' انسان کے تعلقات ساری دنیا کے ساتھ ہوں لیکن رب سے تعلق نہ ہو تو کیا فائدہ؟ یہ تعلقات تو اس دنیا ہی میں ختم ہوجاتے ہیں' کوئی بھی دنیا والا تعلق آخرت میں فائدہ نہیں دے سکتا' یہ دنیاوی تعلقات جن کو انسان بڑی وقعت دیتا ہے' جن کے قائم کرنے کے لئے بڑے حیلے کرتا ہے' لیکن وہ تو یہیں رہ جائیں گے' فنا ہوجائیں گے سوائے رب تعالیٰ کے تعلق کے' جو آخرت میں کارآمد ہوگا' مرنے کے ایک لمحہ بعد ساری دنیا اور اس کے تعلقات یہیں رہ جائیں گے' اب قبر اور حشر میں جو چیز کام آنے والی ہے وہ ہے تعلق مع اللہ' بس یہی چیز نفع دینے والی ہے' بادشاہ ہو یا کوئی بڑا مالدار آدمی ہو' مرنے کے بعد اس کے لئے یہ چیزیں خصوصیت والی یا برتری والی نہیں بنیں گی۔

بادشاہ کو درویش کی نصیحت:

ایک بادشاہ تھا' اس کو چار چیزوں سے محبت تھی:

۱:...... اچھے اور طاقت والے کھانے۔

۲:...... حسین اور خوبصورت عورتیں اپنے پاس رکھنا۔

۳:...... دولت جمع کرنا۔

۴:...... ہر وقت بڑا لشکر تیار رکھنا جو ملک کی حفاظت کرے اور دوسرے ملک بھی فتح کرے۔

بادشاہ سے ایک مرتبہ ایک درویش ملا' بادشاہ سے کہا: اے بادشاہ تو بڑی بھول میں ہے' تو جس راستہ پر چل رہا ہے وہ سیدھی راہ نہیں' یہ چار چیزیں جن کو تو نے اختیار کیا ہے' وہ یہاں دنیا میں ختم ہوجائیں گی' تجھے جس دوسری زندگی کی طرف جانا ہے' اس کے لئے بھی کچھ کیا ہے؟

بادشاہ نے جواب دیا کہ اس زندگی کے لئے تو میں نے کچھ بھی نہیں کیا ہے' درویش نے اس سے کہا کہ جہاں تجھے ہمیشہ رہنا ہے' وہاں کے لئے تو کچھ بھی نہیں اور اس فانی دنیا کے لئے تیرے پاس ہر قسم کی چیزیں ہیں' بادشاہ نے کہا کہ میں کیا کروں؟ درویش نے کہا کہ رب سے تعلق پیدا کر' رب سے تعلق کے لئے اس کا ذکر کر' یعنی ہر وقت رب کی یاد سے انسان کے دل کا تعلق رب سے جڑ جاتا ہے' شیطان کہتا ہے کہ بندہ کا تعلق اپنے رب سے کٹ جائے:

"استحوذ علیھم الشیطن فانساھم ذکر اللہ"

ترجمہ: "ہر چیز انسان کو یاد ہوگی مگر بھولا ہوگا تو صرف اللہ کو۔"

اللہ سے تعلق ذکر سے پیدا ہوتا ہے' یہ تعلق دنیا میں قائم نہ ہوا تو دنیا تو گزر جائے گی لیکن آخرت والی زندگی میں کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

اس فقیر نے بادشاہ سے کہا کہ یہ زندگی گھڑی کی مانند ہے' چابی بھریں گے اور طاقت ہوگی تو چلے گی' یہ بات رب کو معلوم ہے کہ ہماری چابی کب ختم ہوگی' انسان کا سانس ہے جو کبھی اندر آتا ہے' کبھی باہر جاتا ہے' نہ اندر قرار ہے' نہ باہر قرار' چل رہا ہے' اے بادشاہ! جب تیرا سانس باہر نکلے تو کہہ "لا الٰہ" اور جب اندر جائے تو کہہ "الا اللہ" اس کام کی نفس کو عادت ڈال' جب نفس خوگر ہوجائے گا تو سانس خود بخود چلے گی اور یہ کام خود بخود چلتا رہے گا' بس یہ چیز حاصل کر تو اس میں تیری نجات ہے۔ (اس طریقہ ذکر کو "پاس انفاس" کہا جاتا ہے اور یہ تصور سے ہوتا ہے یعنی "لا الٰہ" یا "الا اللہ" کو دل ہی دل میں تصور کے ذریعہ ادا کیا جاتا ہے)

لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت:

حدیث قدسی ہے کہ لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے'

جو میرے قلعہ میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے بچ گیا یا امن میں آ گیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی زبان پر آخری لفظ ''لا الٰہ الا اللہ'' ہوگا' وہ جنت میں داخل ہوگا۔

فقیر نے بادشاہ سے کہا کہ دنیا کے معاملات چلاتا رہ لیکن آخرت والی چیز کو بھی حاصل کر اور خدا سے تعلق پیدا کر' بادشاہ درویش کی بات پر کاربند ہو گیا' وقت گزرتا گیا' آخر زندگی پوری ہونے کے قریب ہوگئی' بیمار ہوا اب کھانا اچھا نہیں لگ رہا تھا' کسی کھانے کی طرف بھی رغبت نہ رہی' بیماری کی حالت میں عورتوں والا تعلق بھی ختم ہو گیا' عورتیں بھی ادھر ادھر ہو گئیں' ورثا سے کہا کہ لشکر کو تنخواہ دو تاکہ وہ مضبوط رہیں' یہ کام آنے والے ہیں' ورثا نے کہا کہ یہ خزانہ اگر ان پر خرچ ہوا تو پھر ہمارے لئے کیا بچے گا؟ اس طرح لشکر بھی چلا گیا' بادشاہ کو اپنی بیماری میں ہی ساری چیزیں سامنے آ گئیں' کھانے بھی چلے گئے' عورتوں کا تعلق بھی نہیں رہا' خزانہ بھی ورثا کے ہاتھ میں آ گیا اور لشکر بھی چلا گیا' بادشاہ نے کہا کہ درویش کی بات تو سچی ثابت ہوئی' آج وہ ساری چیزیں جن سے میری محبت تھی' ختم ہو گئیں' اگر میں ان پر قائم رہتا تو آج ہلاک ہو جاتا' لیکن درویش کی تعلیم کام آئی اور امید ہے کہ بچ جاؤں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے میرے رب تعالیٰ! مجھے ایسا ذکر بتائیں جس سے آپ کو یاد کرتا رہوں؟ رب تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ ! ''لا الٰہ الا اللہ'' پڑھتے رہو' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب تعالیٰ! کوئی وظیفہ بتائیں جو میرے لئے مخصوص ہو؟ جیسے مجھے منتخب کیا ہے اور رسول بنایا ہے' تو وظیفہ بھی ایسا ہو' اس پر رب تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! ''لا الٰہ الا اللہ'' کا ذکر کرتا رہ۔ ''لا الٰہ الا اللہ'' سے بڑا کوئی وظیفہ ہے ہی نہیں' حدیث شریف میں وارد ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور ''لا الٰہ الا اللہ'' دوسرے پلڑے میں' تو یہ ان سب سے وزنی ہو جائے گا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کی برائیاں بڑی فائلوں کی شکل میں ہوں گی' وہ فائل اتنی بڑی ہوگی' جہاں تک انسان کی نظر پہنچے' اس طرح کی ایک نہیں بلکہ ننانوے فائلیں ہوں گی' اللہ تعالیٰ ان کو ترازو کے پلڑے میں رکھوائیں گے' ایک دوسرا کاغذ ہوگا' اس کو دوسرے پلڑے میں رکھوائیں گے' اس پر ''لا الٰہ الا اللہ'' لکھا ہوا ہوگا' آدمی کہے گا کہ یہ پرچہ کیا کرے گا؟ جب کہ میری اتنی زیادہ برائیاں ہیں؟ لیکن یہ کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ'' وزنی ہو جائے گا' اس کلمہ کا مطلب ہے کہ انسان کا تعلق رب سے قائم ہو جائے اور اس تعلق پر اس کی موت آئے۔ ☆☆

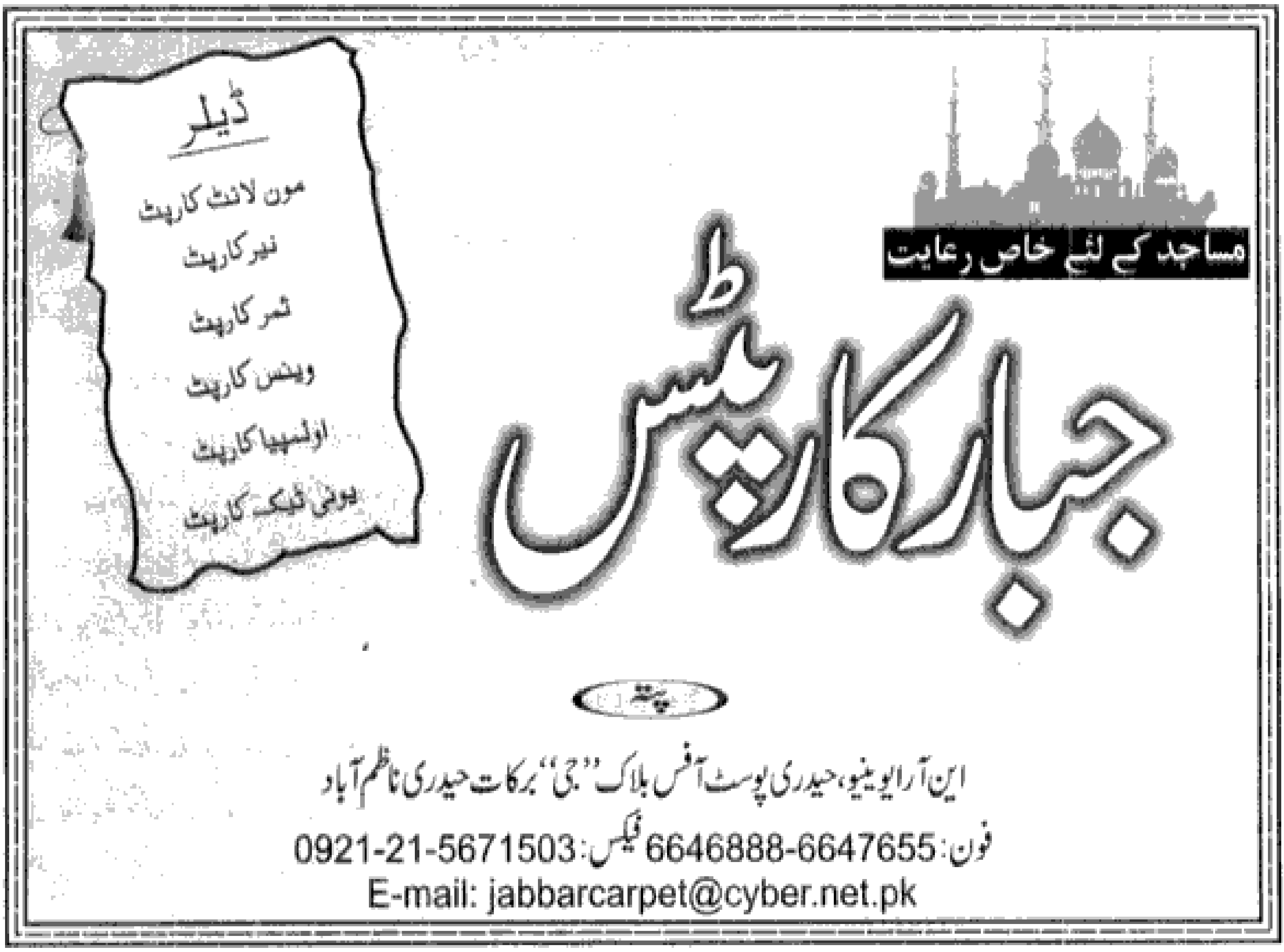

تحفظ ختم نبوت کی خاطر قربانیاں

مولانا حذیفہ بن غلام محمد وستانوی

گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظ ختم نبوت نہ کر سکیں:

تحفظ ختم نبوت کتنا اہم ترین مسئلہ ہے، اس کا اندازہ آپ خاتم المحدثین علامہ انور شاہ کشمیری قدس اللہ سرہ کے اس واقعہ سے کر سکتے ہیں۔

۲۶ اگست ۱۹۳۲ء کو یوم جمعۃ المبارک تھا۔ جامع مسجد الصادق بہاولپور میں آپ نے جمعہ کی نماز ادا فرمانا تھی۔ مسجد کے اندر تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ قرب وجوار کے گلی کوچے نمازیوں سے بھرے ہوئے تھے نماز کے بعد آپ نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:

''میں بواسیر خونی کے مرض کے غلبہ سے نیم جاں تھا اور ساتھ ہی اپنی ملازمت کے سلسلہ میں ڈابھیل کے لئے پابہ رکاب کہ اچانک شیخ الجامعہ صاحب کا مکتوب مجھے ملا جس میں بہاولپور آکر مقدمہ میں شہادت دینے کے لئے لکھا گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ میرے پاس کوئی زادراہ ہے نہیں۔ شاید یہی چیز ذریعہ نجات بن جائے کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا جانبدار بن کر یہاں آیا ہوں۔''

یہ سن کر مجمع بے قرار ہوگیا۔ آپ کے ایک شاگرد مولانا عبدالحنان ہزاروی آہ وبکا کرتے ہوئے کھڑے ہوگئے اور مجمع سے بولے کہ اگر حضرت کو بھی اپنی نجات کا یقین نہیں تو پھر اس دنیا میں کس کی مغفرت متوقع ہوگی؟! اس کے علاوہ کچھ اور بلند کلمات حضرت کی تعریف وتوصیف میں عرض کئے۔ جب وہ بیٹھ گئے تو پھر مجمع کو خطاب کر کے فرمایا کہ:

''ان صاحب نے ہماری تعریف میں مبالغہ کیا۔ حالانکہ ہم پر یہ بات کھل گئی کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظ ختم نبوت نہ کر سکیں۔''

(کمالات انوری)، (احتساب قادیانیت ج۴/ص۳۶)

اب آپ اندازہ لگائیے کہ ایک ایسا جلیل القدر محدث وفقیہ ایسا کہہ رہے ہیں جس کے بارے میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ فرماتے تھے ''انور شاہ کشمیری صحابہ کی جماعت کے بچھڑے ہوئے فرد ہیں'' ان کے اخلاق، ان کا علم، ان کا تقویٰ، ان کی دینی غیرت وحمیت کو دیکھ کر یہ جملہ آپؒ نے کہا۔

ختم نبوت اور قرآن:

قرآن کریم نے مسئلہ ختم نبوت کو تقریباً سو مقامات پر ذکر کیا ہے، کہیں صراحتاً، کہیں کنایۃً، کہیں عبارت النص سے، کہیں اقتضاء النص سے، کہیں اشارۃ النص سے تو دلالت النص سے، جس کو پوری تفصیل کے ساتھ حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ نے اپنی تصنیف عتیق ''ختم النبوۃ فی القرآن'' میں ذکر کیا ہے اور دوسری تصنیف لطیف ''ختم النبوۃ فی الاحادیث'' میں ۲۱۰ احادیث جمع فرمائیں اور ''ختم النبوۃ فی الآثار'' میں امت کا اجماع سینکڑوں علمائے امت کے اقوال ختم نبوت کی تائید میں جمع فرما دیئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحبؒ کو امت کی جانب سے بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہ ''ختم نبوت'' کامل ہر سہ حصہ کی تمہید میں تحریر فرماتے ہیں:

''مسئلہ ختم نبوت:

یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت اور وحی کا اختتام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ورسول ہونا اسلام کے ان بدیہی مسائل اور عقائد میں سے ہے، جن کو تمام عام وخاص، عالم وجاہل، شہری اور دیہاتی مسلمان ہی نہیں بلکہ بہت سے غیر مسلم بھی جانتے ہیں تقریباً چودہ سو برس سے کروڑہا مسلمان اس عقیدہ پر ہیں، لاکھوں علماء امت نے اس مسئلہ کو قرآن وحدیث کی تفسیر وتشریح کرتے ہوئے واضح فرمایا۔ کبھی یہ بحث پیدا نہیں ہوئی کہ نبوت کے کچھ اقسام ہیں، اور ان میں سے کوئی خاص قسم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی ہے، یا نبوت کی تشریعی، غیر تشریعی یا ظلی وبروزی یا مجازی اور وغیرہ اقسام ہیں قرآن وحدیث میں اس کا کوئی اشارہ تک نہیں، پوری امت اور علماء امت نے نبوت کی یہ قسم نہ دیکھی اور نہ سنی، بلکہ صحابہ وتابعین سے لے کر آج تک پوری امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس عقیدہ پر قائم رہی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر طرح کی نبوت ورسالت ختم ہے۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی یا رسول پیدا نہیں ہوگا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آپ سے پہلے پیدا ہو کر منصب نبوت پر فائز ہو چکے ہیں، ان کا آخر زمانہ میں آنا اس کے

قطعاً منافی نہیں)۔

اس مسئلہ کے اتنا بدیہی اور اجماعی ہونے کے ساتھ اس پر دلائل جمع کرنا اور اس کا ثبوت پیش کرنا درحقیقت ایک بدیہی کو نظری اور کھلی ہوئی حقیقت کو پیچیدہ بنانے کے مراوف معلوم ہوتا ہے، بلکہ اس مسئلہ کا ثبوت پیش کرنا ایسا ہی ہے جیسا کوئی شخص مسلمانوں کے سامنے لاالٰہ الا اللہ کا ثبوت پیش کرے، ان حالات میں کوئی ضرورت نہ تھی کہ اس موضوع پر کوئی مستقل رسالہ یا کتاب لکھی جائے۔ لیکن تعلیمات اسلام سے عام غفلت وجہالت اور روز پیدا ہونے والے نئے نئے فتنوں نے جہاں بہت سے حقائق پر پردہ ڈال دیا ہے باطل کو حق اور حق کو باطل کر کے ظاہر کیا ہے وہیں یہ مسئلہ بھی تختہ مشق بن گیا۔

اس مسئلہ میں فرقہ وار جماعت کی حیثیت سے سب سے پہلے باب وبہا کی جماعت فرقہ بابیہ نے اختلاف کیا، مگر وہ علمی رنگ میں اس بحث کو آگے نہ پہنچا سکے اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے اس میں خلاف واختلاف کا دروازہ کھولا، اور ان کی چھوٹی بڑی بہت سی کتابوں میں یہ بحث ایسی منتشر اور متضاد ہے کہ کہ خود ان کے ماننے والے بھی اس پر متفق نہ ہو سکے کہ وہ کیا کہتے ہیں اور ان کا کیا دعویٰ ہے، کہیں بالکل عام مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے اور وحی نبوت کے انقطاع کلی کا اقرار اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مطلقاً کسی نبی یا رسول کے پیدا نہ ہونے کا اعتراف ہے۔ کہیں اپنے آپ کو مجازی اور لغوی نبی کہا گیا ہے، کہیں نبوت کی ایک نئی قسم ظلی و بروزی بتلا کر بروزی نبی ہونے دعویٰ کیا گیا، کہیں نبوت کو تشریعی اور غیر تشریعی میں تقسیم کر کے تشریعی کا اختتام اور غیر تشریعی کا جاری ہونا بیان کیا گیا، اور اپنے آپ کو غیر تشریعی نبی بتلایا اور وحی غیر تشریعی کا دعویٰ کیا گیا ہے، کہیں کھلے طور پر صاحب شریعت نبی ہونے اور وحی تشریعی کا دعویٰ کیا گیا۔

یہی وجہ ہے کہ ان کے متبعین تین فرقوں میں تقسیم ہوگئے ایک فرقہ ان کا صاحب شریعت اور تشریعی نبی ورسول مانتا ہے، یہ ظہیر الدین اروپی کا فرقہ ہے، دوسرا فرقہ ان کو باصطلاح خود غیر تشریعی نبی کہتا ہے، یہ قادیانی پارٹی ہے جو مرزا محمود صاحب کی پیرو ہے، تیسرا فرقہ ان کو نبی یا رسول نہیں بلکہ مسیح موعود اور مہدی موعود قرار دیتا ہے۔ یہ مسٹر محمد علی لاہوری کے متبعین ہیں۔

غرض مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین نے اس قطعی اور اجماعی مسئلہ میں خلاف وشقاق کا دروازہ کھولا، عوام کی جہالت اور مغربی تعلیم سے متاثر، دینی تعلیم سے بیگانہ افراد کی ناواقفیت سے ناجائز فائدہ اٹھایا، کہ اس مسئلہ میں طرح طرح کے اوہام وشکوک ان کے دلوں میں پیدا کردیئے، اور ان کی نظر میں بدیہی مسئلہ کو نظری بنادیا اس لیے اہل علم اور اہل دین کو اس طرف متوجہ ہونا پڑا، کہ ان کے شبہات دور کئے جائیں، اور قرآن حدیث کی صحیح روشنی ان کے سامنے لائی جائے۔“ (ختم نبوت: ص ۱۰-۱۲)

حضرت محمد ادریس کاندھلویؒ فرماتے ہیں:

”ختم نبوت اور اس کا مفہوم اور حقیقت:

ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ نبوت اور پیغمبری حضور کی ذات بابرکت پر ختم ہوگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ انبیاء کے خاتم (بالکسر) ہیں یعنی سلسلہ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ انبیاء کے خاتم (بالفتح) یعنی مہر ہیں۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہ ہوگا، مہر کسی چیز کا منہ بند کرنے کے لیے لگاتے ہیں۔ اسی طرح حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ انبیاء پر مہر ہیں۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اس سلسلہ میں داخل نہیں ہوسکے گا۔ اور قیامت تک کوئی شخص اب اس عہدہ پر سرفراز نہ ہوگا۔ مہر ہمیشہ ختم کرنے اور بند کرنے کے لیے ہوتی ہے کما قال تعالیٰ یسقون من رحیق مختوم ختامہ مسک یعنی سربمہر بوتلیں ہوں گی اور شراب ان کے اندر بند ہوگی۔ ختم اللّٰہ علیٰ قلوبھم اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے یعنی کفر اندر بند کردیا ہے۔“

(احتساب قادیانیت: ج۲/ص ۵۱۴)

قرآن اور عقیدۂ ختم نبوت:

مفتی صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے اس کے بعد ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ خاتم النبیین وکان اللّٰہ بکل شیء علیما پر صفحہ ۵ سے صفحہ ۱۳۳ تک یعنی تقریباً ۸۴ صفحات پر پورے شرح وبسط کے ساتھ کلام کیا ہے جو قابل مطالعہ ہے، لغت، احادیث اور آثار کی روشنی میں بڑی جامع تفسیر کی ہے۔ اس کے بعد مختصراً اس کے علاوہ دیگر تقریباً ۹۹ آیات کی مختصر تشریح کی ہے۔

وہ آیات یہ ہیں:

(۱) سورۂ احزاب، پارہ ۲۲، ع ۲، آیت ۴۰۔
(۲) سورۂ مائدہ، پارہ ۶، ع ۵، آیت ۳۔
(۳) سورۂ آل عمران، پارہ ۳، ع ۱۷، آیت ۸۱۔
(۴) سورۂ اعراف، پارہ ۹، ع ۱۰، آیت ۱۵۸۔
(۵) سورۂ فرقان، پارہ ۱۸، ع ۱۶، آیت ۱۔
(۶) سورۂ نساء، پارہ ۵، ع ۸، آیت ۷۹۔
(۷) سورۂ قلم، پارہ ۲۹، ع ۴، آیت ۵۲۔
(۸) سورۂ انعام، پارہ ۷، ع ۸، آیت ۱۹۔
(۹) سورۂ ہود، پارہ ۱۲، ع ۲، آیت ۱۷۔
(۱۰) سورۂ نساء، پارہ ۶، ع ۳، آیت ۱۷۰۔
(۱۱) سورۂ انبیاء، پارہ ۱۷، ع ۷، آیت ۱۰۷۔
(۱۲) سورۂ نساء، پارہ ۵، ع ۱۴، آیت ۱۱۵۔
(۱۳) سورۂ واقعہ، پارہ ۲۷، ع ۱۴، آیت ۱۳-۱۴۔

(۱۴) سورۂ واقعہ، پارہ ۲۷، ع ۱۵، آیت ۳۹، ۴۰۔
(۱۵) سورۂ مرسلات، پارہ ۲۹، ع ۲۱، آیت ۱۶، ۱۷۔
(۱۶) سورۂ مائدہ، پارہ ۷، ع ۴، آیت ۱۰۱۔
(۱۷) سورۂ توبہ، پارہ ۱۰، ع ۱۱، آیت ۳۳۔
(۱۸) سورۂ فتح، پارہ ۲۶، ع ۱۲، آیت ۲۸۔
(۱۹) سورۂ صف، پارہ ۲۸، ع ۹، آیت ۹۔
(۲۰) سورۂ نساء، پارہ ۵، ع ۵، آیت ۵۹۔
(۲۱) سورۂ فتح، پارہ ۲۶، ع ۱۰، آیت ۱۷۔
(۲۲) سورۂ نساء، پارہ ۵، ع ۸، آیت ۸۰۔
(۲۳) سورۂ نساء، پارہ ۵، ع ۶، آیت ۶۹۔
(۲۴) سورۂ حدید، پارہ ۲۷، ع ۲۰، آیت ۲۹۔
(۲۵) سورۂ نساء، پارہ ۵، ع ۱۷، آیت ۱۳۶۔
(۲۶) سورۂ بقرہ، پارہ ۳، ع ۸، آیت ۲۸۵۔
(۲۷) سورۂ بقرہ، پارہ ۱، ع ۵، آیت ۴۱۔
(۲۸) سورۂ عمران، پارہ ۳، ع ۱۷، آیت ۸۴۔
(۲۹) سورۂ نساء، پارہ ۵، ع ۶، آیت ۶۰۔
(۳۰) سورۂ محمد، پارہ ۲۶، ع ۵، آیت ۲۔
(۳۱) سورۂ نساء، پارہ ۶، ع ۳، آیت ۱۷۰۔
(۳۲) سورۂ نساء، پارہ ۶، ع ۴، آیت ۱۷۶۔
(۳۳) سورۂ مائدہ، پارہ ۶، ع ۷، آیت ۱۵، ۱۶۔
(۳۴) سورۂ اعراف، پارہ ۹، ع ۸، آیت ۱۵۷۔
(۳۵) سورۂ اعراف، پارہ ۹، ع ۹، آیت ۱۵۴۔
(۳۶) سورۂ اعراف، پارہ ۹، ع ۱۰، آیت ۱۵۸۔
(۳۷) سورۂ انفال، پارہ ۹، ع ۱۷، آیت ۲۰۔
(۳۸) سورۂ انفال، پارہ ۹، ع ۱۷، آیت ۲۴۔
(۳۹) سورۂ انفال، پارہ ۱۰، ع ۲، آیت ۴۶۔
(۴۰) سورۂ انفال، پارہ ۱۰، ع ۴، آیت ۶۴۔
(۴۱) سورۂ توبہ، پارہ ۱۰، ع ۱۵، آیت ۷۱۔
(۴۲) سورۂ تغابن، پارہ ۲۸، ع ۱۵، آیت ۸۔
(۴۳) سورۂ صف، پارہ ۲۸، ع ۱۰، آیت ۱۰، ۱۱۔
(۴۴) سورۂ حدید، پارہ ۲۷، ع ۱۷، آیت ۷۔
(۴۵) سورۂ جمعہ، پارہ ۲۸، ع ۱۱، آیت ۲، ۳۔
(۴۶) سورۂ یوسف، پارہ ۱۳، ع ۶، آیت ۱۰۸۔
(۴۷) سورۂ نساء، پارہ ۶، ع ۲، آیت ۱۶۲۔
(۴۸) سورۂ نور، پارہ ۱۸، ع ۱۳، آیت ۵۱۔
(۴۹) سورۂ نور، پارہ ۱۸، ع ۱۳، آیت ۵۲۔
(۵۰) سورۂ نور، پارہ ۱۸، ع ۱۳، آیت ۵۴۔
(۵۱) سورۂ نور، پارہ ۱۸، ع ۱۳، آیت ۵۴۔
(۵۲) سورۂ نور، پارہ ۱۸، ع ۱۳، آیت ۵۶۔
(۵۳) سورۂ نور، پارہ ۱۸، ع ۱۵، آیت ۶۲۔
(۵۴) سورۂ یٰس، پارہ ۲۲، ع ۱۸، آیت ۱۱۔
(۵۵) سورۂ نور، پارہ ۱۸، ع ۱۵، آیت ۶۲۔
(۵۶) سورۂ احزاب، پارہ ۲۲، ع ۶، آیت ۷۱۔
(۵۷) سورۂ احزاب، پارہ ۲۲، ع ۱۷، آیت ۷۔
(۵۸) سورۂ اعراف، پارہ ۱۸، ع ۸، آیت ۳۔
(۵۹) سورۂ یونس، پارہ ۱۱، ع ۷، آیت ۱۳، ۱۴۔
(۶۰) سورۂ انعام، پارہ ۸، ع ۷، آیت ۱۶۵۔
(۶۱) سورۂ فاطر، پارہ ۲۲، ع ۱۷، آیت ۳۹۔
(۶۲) سورۂ قمر، پارہ ۲۷، ع ۸، آیت ۱۔
(۶۳) سورۂ انبیاء، پارہ ۱۷، ع ۱، آیت ۱۔
(۶۴) سورۂ نحل، پارہ ۱۴، ع ۷، آیت ۱۔
(۶۵) سورۂ ابتداء شوریٰ، پارہ ۲۵، ع ۲، آیت ۳۔
(۶۶) سورۂ انعام، پارہ ۷، ع ۱۱، آیت ۴۲۔
(۶۷) سورۂ آل عمران، پارہ ۴، ع ۱۰، آیت ۱۸۳۔
(۶۸) سورۂ آل عمران، پارہ ۴، ع ۱۰، آیت ۱۸۴۔
(۶۹) سورۂ انعام، پارہ ۷، ع ۷، آیت ۱۰۔
(۷۰) سورۂ انعام، پارہ ۷، ع ۱۰، آیت ۳۴۔
(۷۱) سورۂ یوسف، پارہ ۱۳، ع ۶، آیت ۱۰۹۔
(۷۲) سورۂ رعد، پارہ ۱۳، ع ۱۱، آیت ۳۲۔
(۷۳) سورۂ رعد، پارہ ۱۳، ع ۱۲، آیت ۳۸۔
(۷۴) سورۂ نحل، پارہ ۱۴، ع ۱۲، آیت ۴۳۔
(۷۵) سورۂ نحل، پارہ ۱۴، ع ۱۴، آیت ۹۳۔
(۷۶) سورۂ فاطر، پارہ ۲۲، ع ۱۶، آیت ۳۱۔
(۷۷) سورۂ بنی اسرائیل، پارہ ۱۵، ع ۸، آیت ۷۷۔
(۷۸) سورۂ انبیاء، پارہ ۱۸، ع ۲، آیت ۲۹۔
(۷۹) سورۂ حج، پارہ ۱۷، ع ۱۴، آیت ۵۲۔
(۸۰) سورۂ فرقان، پارہ ۱۸، ع ۱۷، آیت ۲۰۔
(۸۱) سورۂ فاطر، پارہ ۲۲، ع ۱۳، آیت ۴۔
(۸۲) سورۂ زمر، پارہ ۲۴، ع ۴، آیت ۶۵۔
(۸۳) سورۂ حم السجدہ، پارہ ۲۴، ع ۱۹، آیت ۴۳۔
(۸۴) سورۂ شوریٰ، پارہ ۲۵، ع ۲، آیت ۳۔
(۸۵) سورۂ زخرف، پارہ ۲۵، ع ۸، آیت ۲۳۔
(۸۶) سورۂ زخرف، پارہ ۲۵، ع ۱۰، آیت ۴۵۔
(۸۷) سورۂ زخرف، پارہ ۲۵، ع ۷، آیت ۶۔
(۸۸) سورۂ فاطر، پارہ ۲۲، ع ۱۶، آیت ۳۲۔
(۸۹) سورۂ احزاب، پارہ ۲۲، ع ۵، آیت ۶۶۔
(۹۰) سورۂ فرقان، پارہ ۱۹، ع ۱، آیت ۲۷۔
(۹۱) سورۂ سبا، پارہ ۲۲، ع ۹، آیت ۲۸۔
(۹۲) سورۂ سبا، پارہ ۲۲، ع ۱۲، آیت ۴۶۔
(۹۳) سورۂ ابراہیم، پارہ ۱۳، ع ۱۶، آیت ۲۷۔
(۹۴) سورۂ آل عمران، پارہ ۳، ع ۱۲، آیت ۳۱۔
(۹۵) سورۂ محمد، پارہ ۲۶، ع ۶، آیت ۱۸۔
(۹۶) سورۂ صٓ، پارہ ۲۳، ع ۱۴، آیت ۸۷، ۸۸۔
(۹۷) سورۂ بقرہ، پارہ ۱، ع ۱۱، آیت ۹۷۔
(۹۸) سورۂ بقرہ، پارہ ۱، ع ۱۲، آیت ۱۰۱۔
(۹۹) سورۂ بقرہ، پارہ ۱، ع ۱۱، آیت ۹۱۔

(جاری ہے)

عورتوں کے نام..... ایک درد بھرا پیغام

عین بنت سعید احمد

اے عورت! تجھے اللہ تعالیٰ نے عورت بنایا، تیرے دم سے وجود انسانیت کو پروان چڑھایا، ماں کے روپ میں اللہ تعالیٰ نے تیرے قدموں میں جنت رکھ دی، بیٹی کے روپ میں تجھے رحمت کہا، بہن کے روپ میں تو بھائیوں کا مان ہے اور بیوی کے روپ میں تجھے خیر متاع الدنیا کہا گیا۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

"دنیا مال و متاع ہے اور اس کا بہترین متاع نیک بیوی ہے۔"

نیک بیوی کے روپ میں تو شوہر کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، آج عورت نے اپنا اصلی مقام کھو دیا۔ عورت کے معنی ہیں چھپانے والی چیز۔ حدیث شریف میں ہے:

"عورت ستر ہے، جب بازار میں نکلتی ہے تو شیطان اس کو گھورتا ہے۔"

معلوم ہوا کہ پردہ عورت کی سرشت میں داخل ہے، اگر فطرت مسخ ہوجائے تو اس کا تو کوئی علاج نہیں، لیکن جو تسکین اور راحت پردہ کی حالت میں ہوگی وہ بے پردگی اور کھلم کھلا رہنے کی حالت میں نہیں ہوگی، لہٰذا پردہ کا تحفظ حیا، کا ایک لازمی حصہ ہے۔

محسن انسانیت، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر، نور نظر، جنت کی عورتوں کی سردار، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عورت کی تعریف میں فرمایا:

"بہترین عورت وہ ہے، جس کو نہ کوئی مرد دیکھے اور نہ وہ کسی مرد کو دیکھے۔" چنانچہ قرآن پاک میں غور وفکر کی تاکید فرمائی.... "وقرن فی بیوتکن" "تم گھروں میں قرار سے رہو یعنی بلاضرورت گھر سے نہ نکلو، اللہ تعالیٰ نے عورت کو گھر کی ملکہ بنایا اور گھر کے معاملات کا انتظام عورت کے سپرد کیا، دوسری جگہ فرمایا:" ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى" جاہلیت کی عورتوں کی طرح خوب زیب وزینت اور آرائش کرکے باہر نہ نکلو۔

ایک جگہ پردہ کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

"اپنے چہروں پر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں۔"

حجاب کا یہ حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نازل فرمایا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں اس کی تفصیل بیان فرمائی اور ازواج مطہرات اور صحابیات رضوان اللہ علیہن اجمعین نے اس حکم پر عمل کرکے دکھایا۔

آج مغرب نے پروپیگنڈا کرکے مسلمان عورت کے چہرہ سے نقاب نوچ لیا اور اس صنف نازک کو گھروں سے نکال کر باہر مردوں کے شانہ بشانہ لاکھڑا کردیا۔ عورت سے حیاء کا لباس اتروا کر بے حیائی کا لبادہ اوڑھا دیا۔

صد افسوس! آج کی مسلمان عورت اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کو پس پشت ڈال کر مغرب کی اندھی تقلید میں عزت سمجھتی ہے، یہ گھر کی ملکہ جس کو اللہ تعالیٰ نے گھر میں شوہر کے لئے "ازواجاً لتسکنوا الیھا" (آپس میں ایک دوسرے سے سکون حاصل کرو) بنایا۔ یہ عورت گھر میں عزت سے رہنے کو قید تصور کرتی ہے اور گھر سے باہر زیب وزینت سے آراستہ ہوکر غیر مردوں کی ہوس بھری نظروں کا شکار ہونے میں فخر سمجھتی ہے۔ ماڈل گرل بن کر ہزاروں ڈالر وصول کرکے بکاؤ مال بن چکی ہے اور اس کو آزادیٔ نسواں کا نام دیا جارہا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب نے اپنے وعظ میں اسی درد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

’’نئی تہذیب کا عجیب فلسفہ ہے کہ اگر عورت اپنے گھر میں اپنے لئے اور اپنے شوہر کے لئے اور اپنے بچوں کے لئے کھانا تیار کرتی ہے تو یہ رجعت پسندی دقیانوسیت ہے اور اگر وہی عورت ہوائی جہاز میں ایئر ہوسٹس بن کر سینکڑوں انسانوں کی ہوس ناک نگاہوں کا نشانہ بن کر ان کی خدمت کرتی ہے اس کا نام آزادی اور جدت پسندی ہے، اگر وہی عورت گھر میں رہ کر اپنے ماں، باپ، بہن بھائیوں کے لئے خانہ داری کا انتظام کرے تو یہ قید اور ذلت ہے لیکن دکانوں پر سیلز گرل بن کر اپنی مسکراہٹوں سے گاہکوں کو متوجہ کرے یا دفاتر میں اپنے افسروں کی ناز برداری کرے تو یہ آزادی اور اعزاز ہے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔‘‘

اے مسلمان عورت! تو نے کافروں کی تقلید میں آج اپنا مقام کیوں کھو دیا؟ تو اسلامی تعلیمات کو چھوڑ کر کافروں کی پیروی میں کیوں فخر محسوس کرتی ہے؟ تو کیوں بھول رہی ہے کہ کافر تو ازل سے مسلمان کا دشمن رہا ہے وہ تو ہمیشہ سے مسلمانوں کو اپنے اللہ سے دور کرنے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ یہ مرد وعورت کا امتیاز ختم کر کے ان کی مقصد تخلیق کو بھلا کر برابری کا نعرہ لگانا یہ بھی کافروں کی مسلمانوں کے خلاف سازش ہے تاکہ مسلمان مرد وعورت اپنے اپنے فرائض اور منصب جو اللہ تعالیٰ نے متعین کئے ہیں، ان سے غافل ہو کر اپنے مالک وخالق اور محسن حقیقی کو بھول جائیں۔

اے عورت! کیا تیری عزت نفس گوارا کرتی ہے کہ تو اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے خلاف سازش بنا کر استعمال کی جائے؟ حدیث مبارکہ میں ہے: ’’عورتیں شیطان کا جال ہیں۔‘‘

ایسا جال ہے جس کے ذریعہ شیطان نے اللہ کے نیک بندوں کو بہکایا اور انہیں جنت کے راستہ سے ہٹا کر جہنم کے راستے پر چلایا۔ اے عورت تو کیوں بھول رہی ہے کہ بے پردہ نکل کر تو اکیلی گناہ نہیں کر رہی بلکہ جتنی نظریں تجھے دیکھ کر گناہ کرتی ہیں، ان سب کا گناہ تیرے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔

آج امت مسلمہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات کو چھوڑ کر تنزلی، بدامنی، بے سکونی، بے حیائی، بے برکتی جیسے ہزاروں مسائل سے دوچار ہے۔

فطرت سے بغاوت کرنے والو! تم مغرب کی اندھی تقلید کو چھوڑ کر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں آجاؤ، یہی اسلام ہماری عزت وآبرو کا محافظ ہے۔ عزت درحقیقت اسلام کو چھوڑنے میں نہیں بلکہ اسلام کو اختیار کرنے میں ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا: ’’ہمیں جو عزت دی وہ اسلام کی بدولت دی ہے۔‘‘

آج کی جدید سوسائٹی کی تقلید کر کے ہمیں عزت نہیں ملے گی بلکہ دنیا اور آخرت کی ذلت ملے گی۔

مسلمان عورتو! جس طرح آج امت مسلمہ دنیاوی تعلیم کے حصول میں سرگرداں ہے اور اسی میں ہی اپنی عزت سمجھتی ہے۔ اسی طرح تم دین بھی سیکھو، اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا بھی سیکھو، وہی اللہ ہمارا خالق ومالک ہے، وہی ہمیں عزتیں دینے والا ہے، وہی ہمارے مسائل حل کرنے والا ہے، بغیر کسی استحقاق کے اپنی ہر سانس پر ہم اس کی بے حساب نعمتیں استعمال کر رہے ہیں، خود قرآن کا اعلان ہے:

ترجمہ: ’’اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو ہرگز نہیں شمار کر سکتے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی بجائے ہم ہر قدم پر اس کی نافرمانیاں کر رہے ہیں، اس کے باوجود اس کی رحمتوں کی بارش ہم پر برس رہی ہے۔ خدارا! ہوش میں آجاؤ، غیروں کی تقلید کو چھوڑ کر تم اللہ کے احکامات کو مضبوطی سے تھامو، وہ اللہ بڑا غفور ورحیم ہے، اس کی رحمت آج بھی ہماری طرف متوجہ ہے، وہ اللہ اتنا مہربان اور کریم ہے کہ سو سال کا بوڑھا بھی جب دنیا کے سارے آسروں سے مایوس ہو کر اس کے دربار میں ہاتھ اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی طعنہ نہیں دیتے کہ اب تک تو کہاں تھا؟ تو نے اپنی عمر جو کہ میری عبادت کے لئے تھی، کہاں ضائع کی؟ بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو بھی پیار سے پوچھتے ہیں:

’’یا ایہا الانسان ما غرک بربک الکریم۔‘‘

ترجمہ: ’’اے انسان تجھے کس چیز نے اپنے رب کریم کے بارہ میں دھوکا میں ڈال رکھا ہے۔‘‘

بالکل ایسے جیسے ماں اپنے ناراض بچے سے

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صراف بازار میٹھادر کراچی
فون: 2545573

پوچھتی ہے: ”اے میرے بچے! تو اپنی ماں سے کیوں ناراض ہوگیا؟“ سبحان اللہ! اس رحیم وکریم ذات کی نافرمانی چھوڑ دو اور اپنی دنیا اور آخرت سنوار لو۔

اور اپنے نبی کے احسانات کو...... ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے آخری دم تک ہماری فکر کی یارب امتی، یارب امتی، آج ہم جیتے جی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں کا جنازہ نکال رہے ہیں، آپ کی پاکیزہ تعلیمات کو پس پشت ڈال کر کافر جو کہ ہمارے دشمن ہیں ان کی تقلید میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خدارا، ہوش میں آجاؤ! اسلامی تعلیمات کی پیروی میں ہمیں جتنی تکالیف اٹھانی پڑیں، خوشی سے اٹھاؤ، لوگوں کے طعنوں کی پرواہ مت کرو کہ یہ مسلمان تو دقیانوس ہیں۔ مسلمان عورتو! کیا تم بھول گئیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دین کی خاطر بہت مشکلات برداشت کیں، لوگوں کے طعنے برداشت کئے کہ یہ پیغمبر تو پسماندہ لوگ ہیں، یہ دقیانوس اور رجعت پسند ہیں، یہ ہمیں زندگی کی راحتوں سے محروم کرنا چاہتے ہیں، یہ سارے طعنے انبیاء کو دیے گئے، جب تم مومن ہو تو انبیاء کے وارث ہو جس طرح انبیاء کی وراثت میں دوسری چیزیں ملتی ہیں، یہ طعنے بھی تو ملیں گے، اس وراثت سے گھبرا کر کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو چھوڑ دوگی؟! اگر اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان ہے تو پھر ان طعنوں کو سننے کے لئے اپنے آپ کو مضبوط کرنا ہوگا۔

اس کے برعکس اگر تم اللہ کے احکامات کو لوگوں کی باتوں سے مرعوب ہوکر چھوڑ دوگی تو یاد رکھو کہ تم لوگوں کو پھر بھی خوش نہیں کر پاؤ گی، کیونکہ اپنے خالق حقیقی کو ناراض کرکے تم کبھی مخلوق کو خوش نہیں کرسکتیں اور خالق کو ناراض کرکے تم پھر عذاب الیم کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اے عورتو! آج وقت ہے اپنی زندگی کو اللہ کی رضا کے مطابق بنالو اور ماضی پر نادم ہوکر اپنے اللہ کو منالو۔ بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے جب انبیاء بھی گھبراتے ہوں گے اور نفسی نفسی کہہ رہے ہوں گے، اس وقت کو یاد کرو جب شیطان جس کے اشاروں پر آج ہم چلنے میں فخر محسوس کرتے ہیں وہ بھی قیامت کے دن ہمیں کھری کھری سنائے گا۔ یعنی جب حساب کتاب کے بعد اہل جنت اور اہل جہنم کا فیصلہ ہو جائے گا تو سب اہل جہنم جمع ہوکر شیطان کو لعنت ملامت کریں گے کہ تو نے ہم کو برباد کیا تو نے ہمیں غلط باتیں سکھائی تھیں تو اس وقت شیطان اپنے اوپر سے الزام کو دفاع کرنے کے لئے کہے گا۔

جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

ترجمہ: ”اور کہے گا شیطان جب کام فیصل ہو چکے گا تحقیق اللہ تعالیٰ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا (یعنی حساب کتاب ہوگا)۔ اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا کہ: (بس دنیا ہی سب کچھ ہے اس میں عیش کرو) میں نے جو تم کو وعدہ دیا تھا (وہ الٹ ہوگیا) اور میرا تمہارے اوپر کوئی زور نہ تھا، میں نے تم کو (بطریق وسوسہ) اپنی طرف بلایا، پس تم نے فوراً میرا کہنا مان لیا، پس تم مجھے ملامت نہ کرو اور اپنے آپ کو ملامت کرو لہٰذا آج نہ میں تمہاری فریادرسی کرسکتا ہوں اور نہ تم میری فریادرسی کرسکتے ہو۔ تحقیق میں بری اور بےزار ہوں اس سے کہ تم نے پہلے دنیا میں مجھے اللہ کا شریک قرار دیا۔ بے شک جو ظالم ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔“

اے مسلمان عورتو! آج وقت ہے، بیدار ہو جاؤ، مغرب کی اندھی تقلید کو چھوڑ کر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں آجاؤ اسی میں ہی ہماری دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے، شیطان کی پیروی نہ کرو کیونکہ وہ ہمارے ایمان کا دشمن ہے اس کی مان کر کل قیامت میں پچھتانا پڑے گا۔ آج وقت ہے اس دشمن سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اسی کی طرف رجوع کرو، بے شک وہی اس دشمن سے ہماری حفاظت فرمانے والا ہے۔ ☆☆

ضروری اعلان

اس سال ۷ رشعبان المعظم بمطابق ۹ رجولائی ۲۰۱۱ء سے شروع ہونے والے سالانہ ختم نبوت کورس، مسلم کالونی چناب نگر میں شرکت کے خواہشمند طالب علموں سے گزارش ہے کہ اپنی درخواست داخلہ کے ہمراہ اپنے شناختی کارڈ/اپنے والد کے شناختی کارڈ/اپنے مدرسہ کا تصدیق نامہ کی فوٹو کاپی ضرور منسلک کریں۔ (ادارہ)

گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ

کی قائم کردہ تعلیمی و اصلاحی درسگاہ دارالعلوم سفینہ مرجبو میں

دورۂ تفسیر قرآن کریم و ردِ فرقِ باطلہ

بطرز: حضرت مولانا حسین علی واں بھچراں رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ

مفسر قرآن

[illegible]

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم مدرسہ عربیہ احیاء العلوم ظاہر پیر، رحیم یار خان

بتاریخ ۷ شعبان المعظم تا ۲۰ رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ

بمطابق 9 جولائی تا 21 اگست 2011ء تک پڑھائیں گے۔ ان شاء اللہ

خصوصیات

- ⋆ قرآن کریم سمجھنے کیلئے ضروری قواعد و ضوابط ⋆ قرآن کریم کے بنیادی اصول
- ⋆ ہر سورۃ کا موضوع و خلاصہ، ہر رکوع کا خلاصہ اور اس کا ماخذ
- ⋆ شانِ نزول، ربط بین الآیات، مشکلاتِ قرآن ⋆ سیاستِ انبیاء
- ⋆ خلافت اسلامیہ کی حقیقت، فرقِ باطلہ کی تردید اور علماء حق کے مسلک اعتدال پر روشنی ڈالی جائے گی۔

مدرسین کیلئے خصوصی نشست

جس میں صرف و نحو و دیگر فنون کی تدریس کا انداز سکھایا جائیگا۔

اس سعادتِ عظمیٰ میں اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلباء اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات بھی شرکت کر سکتے ہیں۔

نوٹ: طالبات اور خواتین کیلئے بھی دورۂ تفسیر میں شرکت کا انتظام کیا گیا ہے۔

دورۂ تفسیر قرآن کریم انٹرنیٹ پر براہِ راست سنا جا سکتا ہے

www.shaheedeislam.com

مولانا محمد طیب لدھیانوی اللہ اعلم الصغیر

داخلہ کے خواہشمند حضرات 3 عدد تصاویر، سرپرست کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی اور موسم کے لحاظ سے بستر ہمراہ لائیں

بمقام

دارالعلوم سفینہ مرجبو و جامع مسجد خاتم النبیین

گلشن یوسف پوسٹ آفس سوسائٹی سیکٹر A/13 اسکیم 33 گلزار ہجری کراچی فون

0321-9275680
0321-9264592
021-34647711

www.shaheedeislam.com info@shaheedeislam.com

قال رسول اللہ ﷺ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

فرما گئے یہ ہادی

لا نبی بعدی

3 تین روزہ

انشاء اللہ

ختم نبوت و ردقادیانیت کورس

بمقام: **مرکزی جامع مسجد محمود** ریلوے کالونی فیصل آباد

مورخہ **10-11-12** جولائی 2011 اتوار پیر منگل روزانہ **عصر تا عشاء**

زیر سرپرستی
حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا **عبدالمجید** صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زیر نگرانی
حضرت مولانا **عزیز الرحمٰن** جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

خصوصی لیکچر
فاتح قادیان ختم نبوت
حضرت مولانا **اللہ وسایا** صاحب
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بیان
حضرت مولانا **محمد اسماعیل** شجاع آبادی صاحب
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین، دیگر مناظرین ختم نبوت، دانشور، لیکچرار، خصوصی اسباق پڑھائیں گے
اسباق میں زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے احباب شرکت کر سکتے ہیں بالخصوص دینی مدارس اسکول کالجز، یونیورسٹی کے طلباء ضرور فائدہ اٹھائیں۔

زیر انتظام: حافظ مبشر محمود صاحب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد
0300-6606990
0301-7224794

REGD. NO. SS-160

فون: 3 ... | مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر | مقام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

30 واں سالانہ ختمِ نبوۃ کورس

نامور علماء و مناظرین و ماہرین فن لیکچر دیں گے ان شاء اللہ

بتاریخ 7 شعبان ۱۴۳۲ھ تا 27 شعبان ۱۴۳۲ھ

مطابق 9 جولائی 2011 تا 29 جولائی 2011

زیر سرپرستی

حکیم العصر محدث دوراں ولی کامل مخدوم العلماء حضرت اقدس شیخ الحدیث

مولانا عبد المجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت © چناب نگر ضلع چنیوٹ

چناب نگر 047-6212611

ملتان 061-4783486